کارکنوں کے

باہمی تعلّقات

www.KitaboSunnat.com

خرم مراد

منشورات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

کارکنوں کے

باہمی تعلّقات

خرم مراد

www.kitabosunnat.com

منشورات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : کارکنوں کے باہمی تعلقات

مصنف : خرم مراد

طبع اول : اپریل ۲۰۰۰ء

طبع دوم : اکتوبر ۲۰۰۱ء

طبع سوم : اگست ۲۰۰۴ء

طبع چہارم : جنوری ۲۰۰۵ء

طبع پنجم : ستمبر ۲۰۰۶ء

کوڈ : 00014

ناشر : منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ ۵۴۷۹۰

فون : 542 5356 - 543 4909

فیکس : 042 - 5432194

ای میل: manshurat@hotmail.com

مطبع : عرفان افضل پرنٹرز، بندر روڈ، لاہور۔

قیمت : ۴۰ روپے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

پہلی بات — مسلم سجاد 4
دیباچہ — پروفیسر خورشید احمد 6

۱- باہمی تعلقات کی اہمیت 11

۲- سیرت کی بنیادی خصوصیات
خیر خواہی 27
ایثار 29
عدل 32
احسان 33
رحمت 35
عفو 38
اعتماد 42
قدر و قیمت کا احساس 43

۳- منہیات: نامطلوب رویے
۱- حقوق میں دست درازی 45
۲- نقصان پہنچانا 48
۳- بدکلامی اور برا بھلا کہنا 50
۴- غیبت 51
۵- چغل خوری 52
۶- عار دلانا 53
۷- تجسس 53
۸- تمسخر 54
۹- حقیر سمجھنا 56
۱۰- بدظنی 57
۱۱- بہتان 59
۱۲- ضرر رسانی 60
۱۳- دل آزاری 60
۱۴- فریب دہی 63
۱۵- حسد 63

۴- موجبات: مطلوب رویے
۱- عزت و آبرو کا تحفظ 67
۲- دکھ درد میں شرکت 76
۳- احتساب و نصیحت 77
۴- ملاقات 79
۵- عبادت 82
۶- اظہار جذبات 85
۷- محبت اور خوش اخلاقی سے ملاقات کرنا 89
۸- سلام 91
۹- مصافحہ 93
۱۰- اچھے نام سے یاد کرنا 94
۱۱- شخصی اور ذاتی امور سے دلچسپی 95
۱۲- ہدیہ 96
۱۳- شکر گزاری 97
۱۴- ساتھ مل کر کھانا 98
۱۵- دعا 99
۱۶- بہتر طریقہ سے جواب دینا 101
۱۷- صلح کرنا اور شکایت دور کرنا 102

آخری بات 110

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

کارکنوں کے باہمی تعلقات محترم خرم مراد کی اولین تحریر ہے جو جنوری ۱۹۵۷ء میں ترجمان القرآن میں شائع ہوئی۔ کتابی شکل میں سب سے پہلے اسے چودھری غلام محمد مرحوم کے اشاعتی ادارے "مکتبہ چراغ راہ" نے شائع کیا۔ اب تک اس کا ترجمہ بنگلہ، پشتو اور فارسی میں ہو چکا ہے۔

بنیادی طور پر یہ اسلامی جمعیت طلبہ کے حوالے سے لکھی گئی لیکن یہ اسلام کے لیے کام کرنے والی کسی بھی تنظیم، بلکہ مسلمانوں کے کسی بھی معاشرے کے افراد کے باہمی تعلقات کے لیے رہنما کتاب ہے۔ اس کی اساس قرآن پاک کی آیات اور احادیث نبویؐ پر ہے۔

ایک طویل عرصے سے یہ کتاب ایک مقبول کتاب ہے۔ اب منشورات اسے بہتر معیار پر شائع کر رہا ہے۔ امید ہے کہ اس کی افادیت، تاثیر اور مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔

مسلم سجاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے بھائی

سعید رمضان

کے نام

خرم

سعید رمضان (م' اگست ۱۹۹۶ء) اخوان المسلمون مصر کے رہنما' اخوان کے پہلے دور ابتلا کے دوران پاکستان میں قیام رہا' حسن البناء شہید کے داماد' مصنف کے مطابق انھوں نے "میری' میرے رفقا اور کراچی جمعیت کی تشکیل و تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا" (لمحات' ص ۸۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

پروفیسر خورشید احمد

تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے کہ انبیا علیہم السلام نے انسانی معاشرے کی ہمیشہ نئی شیرازہ بندی کی ہے۔ انھوں نے ایک بنیادی دعوت کی طرف انسانوں کو پکارا اور اس دعوت پر لبیک کہنے والوں کو ایک نئے اتحاد میں جوڑ دیا۔ وہ انسان جو مختلف گروہوں' قبیلوں اور عصبیتوں میں بٹے ہوئے تھے' جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور عزت کے دشمن تھے' اس دعوت کی وجہ سے ایک دوسرے کے بھائی اور ایک دوسرے کی عزت کے محافظ بن گئے۔ اس اتحاد سے ایک نئی قوت رونما ہوئی اور رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے یہ پیکر سب سے بڑے تاریخ ساز اور تہذیب گر بن گئے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآن اپنے بلیغ انداز میں یوں اشارہ کرتا ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

(اٰل عمرٰن ۳: ۱۰۳)

اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں شدید دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اس کی عنایت و مہربانی سے بھائی بھائی ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ (بے شک) تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ پس اس نے تم کو اس سے نجات دی اور تباہی سے بچالیا۔

انبیا علیہم السلام نے انسانوں کو اسی بات کی دعوت دی ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمرٰن ۳:۱۰۳)

اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو (مجتمع ہو جاؤ) اور پھوٹ نہ ڈالو۔

اسلام کی یہ اجتماعیت محض خارج کی اجتماعیت نہیں بلکہ دلوں کی اجتماعیت ہے۔ اسلام محض قانونی اتحاد کو اتحاد نہیں سمجھتا' وہ اس بیرونی اتحاد کی بنیاد انسانی قلوب میں رکھتا ہے۔ اس کی اصل عقیدہ اور نظریہ کا اتحاد' امنگوں اور تمناؤں کا اتحاد' عزائم اور جذبات کا اتحاد ہے۔ وہ خارج میں بھی سب کو ایک شیرازہ میں منسلک کرتا ہے اور داخلی طور پر بھی ان کو اخوت اور برادری کے رشتہ میں جوڑ دیتا ہے۔ حق یہ ہے کہ سچا اتحاد اسی وقت رونما ہوتا ہے جب یہ دونوں کیفیتیں پوری طرح موجود ہوں۔ مصنوعی اتحاد کبھی دیرپا نہیں ہوتا۔ نفرت اور بغض سے بھرے ہوئے دل کبھی جڑ نہیں سکتے۔ جھوٹا رکھ رکھاؤ کوئی اتحاد پیدا نہیں کر سکتا۔ خود غرضانہ اتحاد' انتشار اور افتراق کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور محض قانونی بندھن کسی حقیقی ملاپ اور رفاقت کی بنیاد نہیں بن سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اجتماعیت کی بنیاد ایمان' محبت اور ایثار پر رکھی ہے۔ اس بنیاد پر استوار ہونے والے تعلقات وہ آہنی چٹان ہوتے ہیں جس سے ٹکرا کر بڑے بڑے طوفان صرف اپنا سر پھوڑ سکتے ہیں' اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ان بنیادوں پر وہ معاشرہ استوار ہوتا ہے جس میں تنازع للبقا کی جگہ تعاون و اشتراک عمل رونما ہوتا ہے۔ یہاں ہر شخص دوسرے کا سہارا ہوتا ہے اور ہر فرد دوسرے کا معاون اور مددگار۔ یہاں گرتے ہوئے کو گرنے نہیں دیا جاتا بلکہ بیسیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ اس کی مدد کے لیے آگے بڑھ جاتے ہیں اور یہاں پیچھے رہنے والوں کو چھوڑ نہیں دیا جاتا بلکہ سہارا دے کر آگے بڑھایا جاتا ہے۔ یہ معاشرہ فرد کو مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لائق بناتا ہے اور گرتوں کو تھامنے کا کام انجام دیتا ہے۔

تحریک اسلامی کے کارکنوں کے لیے یہ امر بنیادی اہمیت رکھتا ہے کہ وہ ان بنیادوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں جن پر اسلام اجتماعی تعلقات کو استوار کرتا ہے اور پھر اپنی قوتوں کو اس مقصد کے حصول کے لیے استعمال کریں۔

ہمارے محترم دوست اور عزیز بھائی خرم جاہ مراد نے تحریک اسلامی کے کارکنوں کی اسی بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے یہ رسالہ مرتب کیا ہے۔ خرم صاحب ملک کے ان چند نوجوانوں میں سے ہیں جنھوں نے مغربی تعلیم کے باوجود دینی علم کے حصول کی نمایاں کوشش کی اور قابل رشک کامیابی حاصل کی۔ اگر پھول اپنی خوشبو سے پہچانا جاتا ہے تو ان کی تالیف ہمیں ان کی فکر اور مزاج کو سمجھنے میں بڑی مدد دیتی ہے۔

زیر بحث مسئلہ کے تین پہلو ہیں:

اول: اسلام اس اجتماعی زندگی کو برپا کرنے اور قائم رکھنے کے لیے فرد کی سیرت میں کن بنیادی خصوصیات کو جلوہ گر دیکھنا چاہتا ہے۔

دوم: ان بنیادوں کو منہدم کرنے والی اور ان کو کمزور کرنے والی چیزیں کون سی ہیں تاکہ ان سے بچا جائے۔

سوم: ان بنیادوں کو مضبوط کرنے والی اور ان کو ترقی دینے والی صفات کون سی ہیں تاکہ انھیں اختیار کیا جائے۔

مصنف محترم نے انھی تین سوالات کے جواب نہایت شرح و بسط کے ساتھ دیے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ اگر تحریک اسلامی کے کارکن ان کو پورے غور سے پڑھیں اور ان کو اختیار کرنے کی کوشش کریں تو وہ اپنی اجتماعی زندگی کو ایمان، محبت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور ایثار کے ان پھولوں سے آراستہ کرلیں گے جو گلشن حیات کو آشنائے بہار کرتے ہیں۔

اس کتاب سے استفادے کے سلسلے میں ایک بات رفقا کے پیش نظر رہے کہ تمام چیزیں انسان فوراً ہی حاصل نہیں کر سکتا۔ تعمیر سیرت کے منصوبے کی پوری اسکیم کو سمجھ لینے کے بعد ہمیں چاہیے کہ ایک ایک چیز لیں' اسے خوب ذہن نشین کرلیں اور پھر اسے اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری چیز لیتے جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے سورۂ بقرہ سات آٹھ سال میں مطالعہ کی تھی۔ جب آپ سے استفسار کیا گیا' تو آپ نے جواب دیا کہ میں ایک چیز کو پڑھتا ہوں' اس کو اختیار کرتا ہوں اور پھر آگے بڑھتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ تعمیر سیرت کے لیے اس مسلسل اور ان تھک تدریجی کوشش کی ضرورت ہوتی ہے' محض مطالعہ اس کے لیے کافی نہیں۔ یہ مقصد تو پیہم سعی و جہد سے حاصل ہو گا۔ پھر خوب یاد رکھیے کہ یہ راہ نشیب و فراز کی راہ ہے اور کامیابی کا راز ہمت اور اعتماد کے ساتھ جدوجہد میں مضمر ہے۔ ناکامیاں آئیں گی' مگر ان کا مقابلہ کرنا ہے۔ مشکلات دعوت مبارزت دیں گی' مگر انھیں انگیخت کرنا ہے۔ دقتیں پیش آئیں گی' مگر ان سے لڑنا ہے اور ان کو شکست دینا ہے۔ یہ تو اس راہ کے لازمی مراحل ہیں۔ کیا ان سے شکستہ خاطر ہو جائیں؟

جوئے خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اٹھ جائیں کیا؟

کراچی' ۲۲ جنوری ۵۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱

باہمی تعلقات کی اہمیت

اسلامی تحریک ایک اجتماعی انقلاب کی داعی ہوتی ہے اس لیے اس کا یہ ذریعہ بالکل اولین اہمیت کا حامل ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کو عام طور پر تمام انسانوں سے اور خاص طور پر باہم ایک دوسرے کے ساتھ صحیح صحیح بنیادوں پر مربوط کر دے۔ اسلامی تحریک کے کارکنوں کے باہمی تعلقات کو قرآن اس طرح ظاہر کرتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات ۴۹: ۱۰)

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اگرچہ بظاہر صرف تین الفاظ کا ایک مختصر سا فقرہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ باہمی تعلقات کی بنیاد' اصولی حیثیت' اہمیت اور گہرائی ظاہر کرنے کے لیے یہ بالکل کافی ہے۔ اس معاملے میں اسے ایک اسلامی تحریک کے چارٹر کی حیثیت دی جا سکتی ہے۔

اس سے ایک طرف تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی تحریک میں افراد کا باہمدگر رشتہ ایک اصولی رشتہ ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ اور فکر کی یگانگت کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور نصب العین کی یکسانیت اس کی بنیاد بنتی ہے۔ بالفاظ دیگر' ایمان کا اشتراک اس میں رنگ بھرتا ہے--- نیز اصولی رشتہ ہونے کی بنا پر یہ کوئی روکھا سوکھا رشتہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں استحکام' گہرائی اور شدید محبت سموئی ہوتی ہے۔ اس کو صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو بھائیوں کا باہمی تعلق ہی ظاہر کر سکتا ہے اور یہی تعلق ہے جو اخوت کہلاتا ہے۔ ایک اصولی رشتے کو اسلام جو وسعت و استحکام اور جذبات بخشتا ہے' اس کی ترجمانی کے لیے "اخوۃ" سے بہتر اور کیا لفظ ہو سکتا ہے؟

اسلامی تہذیب میں ایمان کا تصور صرف اتنا ہی نہیں کہ انسان چند مابعد الطبعی حقائق کا اقرار کر لے اور بس' بلکہ یہ ایک ہمہ گیر حیثیت کا حامل ہے۔ یہ ایک عقیدہ ہے جو قلب پر چھا جاتا ہے اور رگوں میں خون کی طرح گردش کرنے لگتا ہے۔ یہ ایک جذبہ ہے جو سینہ کو مضطرب و متلاطم رکھتا ہے۔ ایک فکر ہے جو ذہن و دماغ کا سانچہ ہی بدل دیتی ہے۔ ایک عملی نظام کی قوت نافذہ ہے جو تمام اعضا و جوارح کو اپنے تسلط میں لے کر پوری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انقلاب لے آتی ہے۔ جو ایمان اتنا وسیع الاثر ہو' اس کی گرفت سے انسانوں کے باہمی تعلقات کس طرح آزاد ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پوری زندگی' سوائے ایک بہت معمولی جزو کے' عبارت ہے انسان اور انسان کے باہمی تعلقات سے۔ اس لیے یہ ایمان اپنے ماننے والوں کو تمام انسانوں سے عموماً اور ایک دوسرے سے خصوصاً تعلقات قائم کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ ان تعلقات کو عدل و احسان کی بنیاد پر قائم کرنے کے لیے ایک طرف وہ ایک اجتماعی نظام حیات اور ایک تہذیب کی صورت گری کرتا ہے' اور دوسری طرف حقوق و فرائض پر مشتمل ایک ضابطہ تجویز کرتا ہے تاکہ ہر فرد اپنے اپنے مقام پر اس کو عمل میں لائے اور اس طرح جو لوگ رشتہ ایمان میں منسلک ہوں' وہ ایک دوسرے سے اس طرح جڑ جائیں جیسے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ سے جڑ جاتی ہیں' جس طرح ایک بھائی دوسرے بھائی سے جڑا ہوتا ہے۔ یہ اس ایمان کی اصولی حیثیت کا لازمی تقاضا ہے جس کے لیے انسانی فطرت مطالبہ کرتی ہے اور جس پر عقل شہادت دیتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ ہر رنگ اتار کر صرف اللہ کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں' تمام اطاعتیں ترک کر کے صرف اللہ کی اطاعت کرتے ہیں' ہر باطل سے کٹ کر صرف حق سے جڑ جاتے ہیں اور صرف اللہ کے لیے یکسو ہو جاتے ہیں' وہ بھی اگر ایک دوسرے سے مربوط نہ ہوں گے' متفق نہ ہوں گے اور محبت کے تعلقات قائم نہ کریں گے تو پھر کون کرے گا؟ نصب العین کے لیے یکسوئی سے زیادہ بڑی کون سی قوت ہے جو انسان کو انسان سے جوڑ سکتی ہو؟ اس یکسوئی کا ایک ایک تقاضا اور راہ حق کی ایک ایک منزل اس تعلق کو ایک زندہ حقیقت میں تبدیل کرتی چلی جاتی ہے۔ جو آدمی صرف حق کے لیے خود کو وقف کر دے وہ اس راہ پر چلنے والوں میں سے ایک ایک کی محبت' ہمدردی' تسلی اور سہارے کا ضرورت مند اور محتاج ہوتا ہے۔ اگر اس راستے پر اسے یہ نعمت بھی نہ ملے تو یہ اتنی بڑی کمی ہو گی جس کی تلافی کسی طرح بھی ممکن نہ ہو گی۔

اس دنیا میں ایمان کا اصل مقصد' یعنی عالمگیر اسلامی انقلاب اور اسلامی تہذیب کا قیام' خود ایک انتہائی مستحکم اور برادرانہ تعلق کا تقاضا کرتا ہے۔ اس مقصد کا حصول کوئی آسان کام نہیں۔ یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنے کے مترادف ہے' جہاں قدم قدم پر مصائب کی آندھیاں اٹھتی ہیں اور آزمائشوں کے سیلاب آتے ہیں۔ ظاہر ہے' اس گراں بار ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے ایک ایک فرد کی رفاقت انتہائی قیمتی ہے جس کا نقصان کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جا سکتا جب کہ یہ بھی معلوم ہو کہ اعوان و انصار کی کمی اس راہ کا ایک کلیہ ہے۔

کوئی اجتماعی انقلاب بغیر ایک منظم اور طاقت ور جماعت کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ ایک منظم اور طاقت ور جماعت اس وقت وجود میں آتی ہے جب اس کے افراد ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں۔ جب ہی اس مقصد کے لیے اتنے منظم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریقے پر جدوجہد کی جا سکتی ہے جیسے کوئی سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو (كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ الصف ۶۱ : ۴) جس میں کسی رخنہ اور انتشار کو راہ نہ ملے۔ ایسی منظم جدوجہد ہی کامیابی کی ضامن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں ایک نوزائیدہ اسلامی ریاست کے چلانے والوں کو اس ربط کی ہدایت اس طرح کی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(آل عمران ۳: ۲۰۰)

اے ایمان والو! صبر سے کام لو' باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ' حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

سورۃ انفال کے آخر میں اسلامی انقلاب کی تکمیل کے لیے مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو ایک لازمی شرط کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ اس دین پر ایمان لائیں' اس کی خاطر ہر چیز ترک کر دیں اور اس جدوجہد میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں' ان کا رشتہ ایک دوسرے کے ساتھ لازماً دوستی و محبت کا رشتہ ہوتا ہے۔ اس رشتے کے لیے یہاں ولایت کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (انفال ۸:۷۲)

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑائیں اور اپنے مال کھپائے اور جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی' وہی دراصل ایک دوسرے کے ولی ہیں۔

اور اس سے آگے چل کر کفار کی تنظیم' اتحاد اور ان کی جماعتی قوت کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ اگر مسلمانوں نے یہ رشتہٗ ولایت پیدا نہ کیا تو عدل و احسان اور خدا پرستی کی بنیاد پر ایک عالمگیر اسلامی انقلاب کی تمنا کبھی زمین میں جڑ نہ پکڑ سکے گی اور نتیجہ یہ ہو گا کہ خدا کی یہ زمین فتنہ و فساد سے بھر جائے گی کیونکہ مسلمان اس رشتہٗ ولایت کے بغیر انقلاب کی مخالف طاقتوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ (انفال ۸: ۷۳)

اور جو لوگ منکر حق ہیں وہ ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر تم اہل ایمان ایک دوسرے کی حمایت نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔

اور ظاہر ہے کہ اسلامی تہذیب کے قیام اور اسلامی انقلاب کے لیے جدوجہد اس ایمان کا اصل معیار ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ (انفال ۸: ۷۴)

جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں گھربار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں جدوجہد کی اور جنھوں نے پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں۔

اس سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی تدابیر کے مقابلے میں، اپنی نصرت کے وعدہ کے ساتھ، جس چیز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھارس بندھائی ہے، وہ مومنین کی جماعت ہے۔ ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے جوڑ دیا ہے اور یہ اسلامی انقلاب کی ضمانت ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ○ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ (انفال ۸ : ۶۲-۶۳)

وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے تمھاری تائید کی اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیے۔

اسلامی انقلاب کے داعیوں کا یہ باہمی تعلق اخوت کا تعلق ہے، ولایت کا تعلق ہے، رحمت کا تعلق ہے اور محبت کا تعلق ہے۔ لیکن اخوت کا لفظ بڑا ہمہ گیر ہے جو اپنے دامن میں سب کچھ سمیٹ لیتا ہے۔ اسلامی تحریک کے کارکنوں کو آپس میں اس طرح جڑنا چاہیے جس طرح دو بھائی جڑے ہوتے ہیں۔ دو بھائیوں کا رشتہ ایک ناقابل شکست رشتہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے درمیان کوئی تفرقہ، فساد یا انتشار برداشت نہیں کرسکتے۔ وہ ایک دوسرے کے لیے اپنا سب کچھ نثار کردینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی خیرخواہی، اعانت اور مدد میں لگے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے پشت پناہ اور سہارا بنتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے معاملات میں پورے اعتماد کے ساتھ ایک دوسرے کو شریک کرتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک شدید جذبہ محبت ہوتا ہے جو ان کے سینوں میں موجزن رہتا ہے اور ان کے دلوں کو حرارت بخشتا ہے۔ بالکل اسی طرح راہ حق کے ان مسافروں کا تعلق ہوتا ہے جو دین کے لیے اپنا پورا سرمایہ زندگی لگا دیتے ہیں۔ جسے اسلامی انقلاب سے جتنی گہری لگن ہوگی وہ اتنا ہی گہرا تعلق اپنے ساتھی سے قائم کرے گا اور جسے جتنا زیادہ یہ مقصد عزیز ہوگا اسے اتنا ہی یہ تعلق عزیز ہوگا کیونکہ یہ تعلق صرف اللہ کے لیے اور صرف اللہ کی راہ میں خالصتاً لِلّٰہ فی اللّٰہ ہوتا ہے۔ جو شخص اسلامی انقلاب کا سرگرم داعی ہو اور پھر اس کا تعلق اپنے ساتھیوں سے ایسا ہو جیسا راہ چلتے اجنبی سے، تو اسے اپنے بارے میں غور کرنا چاہیے کہ وہ کس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راہ پر جا رہا ہے۔ اگر اسے اپنے ان ساتھیوں سے تعلق کی بس اتنی ہی قدر ہو جتنی اس گرد کی جو آدمی اپنے اوپر سے جھاڑ دیتا ہے تو پھر اسے سوچنا پڑے گا کہ اس کے دل میں خود اس مقصد کی کتنی قدر ہے جس کی محبت کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔

اخوت کا یہ وہ تعلق ہے جس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحُبُّ لِلّٰہ کی پاکیزہ' جامع اور قلب کو مسخر کر دینے والی اصطلاح استعمال کی ہے۔ محبت خود ایک بڑی پر کشش اور شیریں اصطلاح ہے اور پھر للّٰہ فی اللّٰہ کی قید اسے تمام آلودگیوں اور ناگواریوں سے پاک کر کے رفعت کے انتہائی درجات تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ اصطلاح بیک وقت عقل اور دل کو وہ پیمانہ دیتی ہے جس پر ہر مومن اپنے تعلق کو ناپ سکتا ہے۔

اللہ پر ایمان کا اور اس کی راہ میں محبت کا بالکل لازم و ملزوم کا سا تعلق ہے۔ جہاں ایک چیز ہو گی وہاں دوسری بھی موجود ہو گی۔ ایک نہ ہو گی تو دوسری بھی مشکوک ہو گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ اس کا اظہار یوں کیا:

لَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا (عن ابی ھریرۃ فی المسلم بحوالھم ۱۹۷)

تم اس وقت تک مومن نہ ہو گے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔

اور بھرپورے تعلقات کو اس بنیاد پر قائم کرنے اور اپنی محبت اور دشمنی کو اللہ کے لیے خالص کر لینے کو تکمیل ایمان کی شرط ٹھہرایا:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰی لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِیْمَانَ

جس نے محبت کی تو صرف اللہ کے لیے' اور دشمنی کی تو صرف اللہ کے لیے کسی کو کچھ دیا تو اللہ کے لیے اور روکا تو اللہ کے لیے' اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوستیاں اور دشمنیاں انسان کی زندگی پر واقعی اس قدر اثرانداز ہوتی ہیں کہ تکمیل ایمان کے لیے ان کا اللہ کے لیے خالص کرلینا اگر ضروری شرط ٹھہرایا گیا ہے' تو یہ بالکل منطقی اور بدیہی بات ہے۔ ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں۔ ہر شاخ اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے۔ اسلامی انقلاب کے لیے ایک منظم طاقت بروئے کار لانے کے لیے اور معاشرے کے استحکام اور حسن و جمال کے لیے اللہ کے لیے محبت اس قدر ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تمام اعمال سے افضل قرار دیا ہے۔ حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَدرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ اَلصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَقَالَ قَائِلٌ اَلْجِهَادُ .... قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ (عن ابی دردا' ابی داود)

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور پوچھا' کیا جانتے ہو اعمال میں سے کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کسی نے نماز و زکوٰۃ کو کہا اور کسی نے جہاد کو۔ آپؐ نے فرمایا کہ صرف اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی' اللہ کے نزدیک تمام اعمال سے محبوب ترین ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے آپؐ نے سوال کیا:

اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمَوَالَاۃُ فِی اللّٰهِ وَالْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ (بیہقی)

ایمان کی کون سی کڑی مضبوط ترین ہے؟ جواب دیا کہ خدا اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں دوستی اور اس کی راہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں محبت اور دشمنی۔

عربی حلقہ کو بھی کہتے ہیں اور اس درخت کو بھی جس کے پتے خزاں میں نہیں جھڑتے اور برتنوں کے دستے کو بھی کہتے ہیں جس کو پکڑ کر برتن اٹھایا جاتا ہے۔ اس طرح اللہ کی راہ میں محبت وہ مضبوط سہارا ہے جس کے بل پر آدمی ایمان کے تقاضے پورے کر سکتا ہے' ایسا سہارا جو کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے اور نہ دھوکہ دے سکتا ہے۔

ایمان آدمی کی پوری زندگی کا مطالبہ کرتا ہے' یعنی زندگی کا ہر لمحہ جب تک کہ جسم میں سانس آ رہا ہے اور جا رہا ہے ایمان کے تقاضوں کے مطابق گزرنا چاہیے۔ زندگی میں اتنی وسعت کے ساتھ عمل صالح اس وقت تک وجود پذیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ مومن کے تعلقات اللہ کے لیے محبت کے تعلقات نہ ہوں' اس لیے بھی کہ تعلقات آدمی کی زندگی کا بہت بڑا حصہ ہیں اور اس لیے بھی کہ یہ تعلقات اس کی زندگی کو لازماً متاثر کرتے ہیں اور ایک طرح سے اس کی دوستیاں اس کے دین کا معیار بن جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ اپنے نفس اور ذات کو ان لوگوں سے وابستہ رکھیں جن کی زندگیوں میں خدا کی یاد رچی بسی ہو--- اور اس کے لیے صبر کا لفظ استعمال کرتا ہے--- تاکہ وہ حق کی راہ پر چل سکیں اور اپنی نظروں کو دنیوی سازوسامان اور آرائش سے متاثر ہو کر بھٹکنے نہ دیں:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکہف ۱۸:۲۸)

اور اپنی ذات کو ان لوگوں کے ساتھ ٹھہراؤ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں اور دنیوی زندگی کی خواستگاری میں تمھاری نگاہیں ان سے ہٹ کر اور طرف نہ دوڑیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متنبہ کرتے ہیں کہ انسان اپنی دوستی کے تعلقات سوچ سمجھ کر قائم کرے اس لیے کہ:

اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ (عن ابی ہریرہؓ، احمد و ترمذی و ابوداود و بیہقی)

آدمی اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک سوچ سمجھ لے کہ وہ اپنا خلیل کس کو بناتا ہے۔

خلیل کا لفظ خلت سے نکلا ہے جس سے مراد ایسی محبت اور خلوص ہے جو دل میں اتر کر رچ بس جائے۔ اچھے اور برے لوگوں کی محبت اور صحبت کی ایک عمدہ تمثیل حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ اچھی صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی عطر فروش کی ہم نشینی کی جائے۔ اگر عطر نہ بھی ملے تب بھی خوشبو سے تو دل و دماغ تروتازہ ہوں گے۔ اور بری صحبت کو لوہار کی دکان سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں اگر کپڑے جلنے سے بچ گئے تب بھی کالک اور دھواں طبیعت کو پراگندہ کرے گا ہی۔

ایمان کا ایک مرحلہ وہ ہوتا ہے جب آدمی خود ایمان اور ایمان کے عملی مطالبات کی ادائیگی میں بھی ایک خاص لذت اور کیف و سرور محسوس کرتا ہے اور پھر اس لذت کی وجہ سے آدمی کے اندر عمل صالح کا مطالبہ اٹھتا ہے۔ اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلاوت ایمان سے تعبیر کیا ہے اور اس کی جو تین شرائط بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک شرط یہ بھی رکھی ہے:

اَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ ط

کہ وہ آدمی محبت کرے اور یہ محبت سوائے اللہ کے کسی اور کے لیے نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک غلام اور بندہ کو اپنے آقا و مالک کی محبت اگر نصیب ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔

ایک مومن کو اگر اللہ کی محبت مل جائے تو اس کی اس دولت کا بدل اس کو کیا مل سکتا ہے؟ یہ وہ محبت ہے جو ایک مومن کی معراج ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بتاتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے لیے ایک دوسرے سے تعلقات اخوت قائم کریں وہ اس نعمت عظمٰی کے مستحق ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ

میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہو گئی جو میرے لیے آپس میں محبت کریں۔ میرے لیے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ میرے لیے ایک دوسرے سے ملنے جائیں اور میرے لیے ایک دوسرے پر مال خرچ کریں۔

دنیوی زندگی میں تو اللہ کے لیے محبت کے یہ سب نتائج ہیں ہی' لیکن آخرت میں جب آدمی کے لیے ایک ایک عمل قیمتی ہو گا' اور ایک کھجور کا صدقہ اور ایک اچھی بات بھی اس کے لیے بسا غنیمت معلوم ہو گی' اس وقت یہ تعلق ایک مومن کے لیے انتہائی بلند درجات کا موجب ہو گا۔ اسلامی انقلاب کے ضمن میں اس تعلق کی اہمیت پر جو کچھ ہمیں معلوم ہے' اس کے پیش نظر یہ بالکل فطری اور لازمی بات ہے۔

اس دن کسی آدمی کو دوسرے کا ہوش نہ ہو گا۔ آدمی اپنے ماں باپ' بھائی بہن' بیوی بچے سب سے دور بھاگے گا۔ آگ سے بچنے کی خاطر ان سب کو فدیہ میں دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینے کو تیار ہو گا۔ دوستی کی تمام حقیقتیں کھل جائیں گی اور دوست دوست کا دشمن ہو جائے گا' وہی دوست جس کی محبت دنیا میں دل و دماغ میں سرایت کیے ہوئے تھی۔ لیکن صرف متقین ہوں گے جن کی دوستیاں وہاں قائم رہیں گی۔ اس لیے کہ وہاں اس نازک مرحلہ میں معلوم ہو گا اور اس کا صحیح احساس و اندازہ ہو گا کہ دنیا میں ان دوستیوں نے کیا کچھ بخشا جو آج کام آ رہا ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ○ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ (الزخرف ۴۳: ۶۷' ۶۸)

جو آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے' اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے سوائے متقین کے۔ اے میرے بندو آج کے دن تم پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ تم غمگین ہو گے۔

آخرت میں آدمی کا انجام انھی لوگوں کے ساتھ ہو گا جن کے ساتھ اس کے محبت کے تعلقات ہوں گے۔ یہاں تک کہ خدا کے لیے محبت کرنے والوں میں اگر ایک مشرق میں رہتا ہو گا اور دوسرا مغرب میں' تو خداوند تعالیٰ ان کو قیامت کے دن جمع کر کے کہے گا' وہ شخص یہ ہے جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

۱۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (عن ابی موسیٰ اشعری' بخاری' مسلم)

۲۔ لَوْ اَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاحِدٌ فِي الْمَشْرِقِ وَاٰخَرُ فِي الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتَ تُحِبُّهٗ فِيَّ۔

وہ ایسا دن ہو گا جب قدموں تلے آگ ابل رہی ہو گی اور سر کے اوپر آگ کا بادل ہو گا جس سے انگارے برس رہے ہوں گے۔ دائیں بائیں آگے پیچھے سے آگ کی لپٹیں رخساروں کو چھو رہی ہوں گی۔ صرف ایک سایہ ہو گا جہاں انسان پناہ حاصل کر سکے گا اور وہ عرش الٰہی کا سایہ ہو گا۔ جو سات قسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے آدمی اس دن اس سائے میں ہوں گے' ان کے بارے میں اللہ کے رسولؐ نے ہم کو خبر دی ہے اور بتایا ہے کہ ان میں:

رَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ۔ (بروایت ابوہریرۃ' بخاری' مسلم)

دو آدمی وہ ہوں گے جنھوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اس کے لیے جمع ہوئے اور اس کے لیے علاحدہ ہوئے۔

اور ان پر اللہ کی رحمت ہو کہ انھوں نے ہم تک اللہ کا یہ فرمان بھی پہنچایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي بِجَلاَلِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّيْ يَوْمَ لاَ ظِلَّ اِلاَّ ظِلِّيْ (عن ابی ہریرۃ' مسلم)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا: کہاں ہیں وہ جو میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرتے تھے؟ آج کے دن میں انھیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا--- آج کے دن سوائے میرے سائے کے کوئی سایہ نہیں ہے۔

اور ان کے لیے وہ کیا ہی بلند درجات ہوں گے جن کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے یوں دی ہے:

اَلْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلاَلِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ (عن معاذ بن جبل' ترمذی)

جو میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں ان کے لیے آخرت میں نور کے منبر ہوں گے اور انبیا و شہدا ان پر رشک کریں گے۔

اللہ کے لیے اور ایمان کی بنیاد پر باہم یہ گہرے' مستحکم اور محبت کے جذبات سے لبریز تعلقات اسلامی تحریک کے لیے اتنے اہم ہیں کہ ان کی خرابی کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ انقطاع تعلق کے بارے میں بڑی سخت تنبیہات آئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں' باہم صلح کرنے اور کرانے پر اجر کے وعدے آئے ہیں اور تعلقات خراب کرنے والوں کے بارے میں وعیدیں آئی ہیں۔ یاد رکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمی تعلقات کی خرابی اور بغض کو ایک ایسے استرے سے تشبیہ دی ہے جو پورے دین کو مونڈ کر صاف کر دے:

هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ (عن ابی دردا' احمد' ترمذی)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلق کے اثرات کتنے ہمہ گیر ہوتے ہیں۔ جو لوگ بھی خلوص دل سے اس دین سے منسلک ہوں' ان کے قلب سے اپنے ساتھیوں کے لیے لازماً محبت کے چشمے ابلتے ہیں' اور یہ تعلق انھیں اتنا عزیز ہوتا ہے اور ان کے سینوں میں اس کی اتنی قدر و قیمت ہوتی ہے کہ وہ کوئی بھی نقصان برداشت کر لیتے ہیں لیکن اس کا زیاں برداشت نہیں کرتے۔

اسلامی تحریک کے کارکنوں کا یہ باہمی محبت' الفت اور پیار کا وہ تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم ترین انعامات میں سے شمار کیا ہے۔ جس اسلامی جماعت کو یہ نعمت مل جائے اس پر اس کا بڑا خاص فضل و کرم ہے کیونکہ یہ تعلق ہی جماعت کی زندگی اور حرارت کا ضامن ہے۔ یہ افراد کو وہ ماحول دیتا ہے جس سے وہ ایک دوسرے کا سہارا بن کر راہ حق کی منزلیں طے کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو نیکی کی راہ پر چلانے کے لیے مستقل کوشاں رہتے ہیں۔ قرون اولیٰ کی اسلامی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے باہمی اتحاد و محبت اور اخوت کی جو عظیم دولت بخشی تھی اس کی یاد دہانی سورۂ آل عمران میں کی گئی ہے اور اسے اپنی نعمت بتایا گیا ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ (اٰل عمرٰن ۳: ۱۰۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب، تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے۔

سورۂ انفال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ روئے زمین کی ساری دولت خرچ کرنے کے بعد بھی یہ آپؐ کے بس کی بات نہ تھی کہ آپؐ مسلمانوں کے دلوں کو اس طرح الفت و محبت کے رشتے میں جوڑ دیتے۔ یہ صرف اللہ کی قدرت ہے کہ اس نے ایسا کیا اور وہی ایسا کر سکتا ہے۔ اس نے ایک دین دیا اور اس دین پر ایمان، اور اس دین سے محبت کی توفیق دی اور اسی کا نتیجہ ہے یہ پیار و محبت!

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ (انفال ۸: ۶۳)

اگر خرچ کرتا تو جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب، نہیں محبت ڈال سکتا تھا ان کے دلوں میں، لیکن اللہ نے ان کے درمیان محبت ڈال دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲

سیرت کی بنیادی خصوصیات

باہمی تعلقات کا جو معیار اسلام نے مقرر کیا ہے اسے قائم اور برقرار رکھنے کے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ نے حقوق و فضائل کا ایک ضابطہ بھی تجویز کر دیا ہے۔ اس ضابطے پر عمل کر کے ان تعلقات کو بآسانی دین کے مطلوبہ معیار پر پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس ضابطہ کی اساس چند بنیادی امور پر قائم ہے۔ اگر انسان انھیں اپنی سیرت میں اختیار کرے تو ان حقوق و فضائل میں سے ایک ایک چیز ان بنیادی صفات کے منطقی نتیجے کے طور پر ظہور پذیر ہوتی چلی جائے گی۔ یا یوں کہیے کہ پھر یہ صفات آدمی کے اندر سے ایک ایک حق کو ادا کرنے اور ایک ایک فضیلت کو اختیار کرنے کے لیے تقاضا اور مطالبہ کریں گی اور پھر قدم قدم پر نصیحت یا تنبیہہ کی ضرورت نہ پڑے گی۔

سب سے پہلی اور بنیادی چیز خیر خواہی ہے۔

خیر خواہی

خیر خواہی کے لیے احادیث میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ "نصیحت" ہے۔ یہ لفظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے دامن میں بڑے وسیع معانی سمیٹ لیتا ہے۔ اسی لیے زبان رسالتؐ نے یہاں تک فرمایا:

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ (مسلم)

دین سراسر خیر خواہی ہے۔

پھر مزید تشریح کے طور پر ان کے نام شمار کرائے گئے جن کے ساتھ خیر خواہی مطلوب ہے اور ان میں عامتہ المسلمین کا بھی ذکر ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ آپؐ نے کچھ ساتھیوں سے عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی (نصیحت) کی بیعت لی۔ اس لفظ کا مفہوم یہ ہے کہ تعلق میں کھوٹ نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں ہم اس صفت کو اس طرح متعین کر سکتے ہیں کہ آدمی کے اوپر ہمیشہ اپنے بھائی کی بھلائی و بہتری کی فکر ہی غالب رہے' اسی کی بہتری کے لیے سرگرداں ہو' اور ہر پہلو سے اس کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس کا کوئی نقصان' کوئی تکلیف گوارا نہ ہو اور دنیوی یا دینی جس پہلو سے اس کو مدد پہنچا سکتا ہو اس کی کوشش کرے۔ اس خیر خواہی کا اصل معیار یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ اس لیے کہ آدمی خود کبھی اپنی ذات اور اپنے نفس کا برا نہیں چاہ سکتا بلکہ وہ اپنے لیے زیادہ سے زیادہ نفع' بھلائی اور بہتری کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ وہ اپنے نفس کے حقوق میں کمی گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ اس کے فائدہ کے لیے مال اور دولت خرچ کرنے میں دریغ نہیں کر سکتا۔ وہ اس کی برائی نہیں سن سکتا۔ وہ اس کی بے عزتی گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ رعایت کا طالب ہوتا ہے۔ بس خیر خواہی کے معنی یہی ہیں کہ آدمی کی سیرت میں یہ صفت پیدا ہو جائے اور اس کا رویہ اس طرز پر نشوونما پائے کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومن کے کردار کی اس صفت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی ایک لازمی شرط ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو چھ اہم حقوق بتائے گئے ہیں' ان میں اس خیر خواہی کو ایک حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

..... وَیَنْصَحُ لَہٗ اِذَا غَابَ اَوْ شَھِدَ .....

..... کہ وہ اپنے بھائی کی خیر خواہی کرے خواہ وہ غائب ہو یا موجود ہو .....

ایک دوسری حدیث میں بھی یہی بات یوں کہی گئی ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے:

وَیُحِبُّ لَہٗ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ

وہ اس کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

آیئے' ہم دیکھیں کہ خیر خواہی کی یہ صفت اپنے دامن میں کتنے حقوق و فضائل سمیٹ لیتی ہے جو براہ راست اس کے لازمی تقاضے کے طور پر وجود میں آتے ہیں۔

ایثار

جب ایک مسلمان اپنے بھائی کے لیے نہ صرف یہ کہ وہی پسند کرتا ہے جو اپنی ذات کے لیے' بلکہ اس کو اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہے تو کردار کی یہ صفت ایثار ہے۔ یہ دوسری بنیادی صفت ہے۔

ایثار کا لفظ اثر سے نکلا ہے اور اس کے معنی قدم رکھنے اور ترجیح دینے کے ہیں'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی مسلمان اپنے بھائی کی بھلائی اور بہتری کو اپنے نفس کی بھلائی اور بہتری پر ترجیح دے' اپنی ضرورت کو مؤخر کر کے دوسرے کی ضروت پوری کرے' خود تکلیف اٹھائے دوسروں کو آرام پہنچائے' خود بھوکا رہے دوسرے کا پیٹ بھر دے' اپنی طبیعت اور مزاج پر ناگواریاں جھیل لے لیکن اپنے بھائی کے دل پر حتی الوسع کسی ناگواری کا میل نہ آنے دے۔

یہ صفت ایک بلند اخلاقی فضیلت ہے۔ ہر شخص سے اس کا تقاضا نہیں کیا جا سکتا' اس لیے کہ اس کی بنیاد پر حقوق تو متعین نہیں کیے گئے' لیکن خود اس کی اور اس کی بنیاد پر بے شمار اخلاقی فضائل کی تائید کی گئی ہے۔

یہ ایثار سب سے پہلے ضروریات کے دائرے میں ہونا چاہیے' پھر آسائش و آرام کے دائرے میں اور پھر مزاج کے تقاضوں کے دائرے میں۔ یہ آخری چیز خاص طور پر اہم ہے۔ تمام انسان مختلف المزاج ہوتے ہیں اور اس طرح ان کے تقاضے مختلف النوع--- اگر انسان اپنے مزاج کے تقاضوں پر اڑ جائے تو معاشرہ درہم برہم ہو جائے' لیکن اگر وہ دوسرے کے ذوق' پسند اور دلچسپی کو ترجیح دینا سیکھ جائے تو پھر انتہائی شیریں اور مخلصانہ تعلقات وجود میں آتے ہیں۔

پھر اس ایثار کا بلند تر درجہ یہ ہے کہ آدمی خود تنگی اور عسرت کی حالت میں ہو' پھر بھی اپنے بھائی کی ضروریات اپنی ضروریات پر مقدم رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی زندگی ان واقعات سے بھری پڑی ہے اور قرآن نے ان کی اس صفت کی اس طرح تعریف کی ہے:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر ۹:۵۹)

اور اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر تنگی ہی کیوں نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انصار نے اپنی عسرت کے باوجود مہاجر بھائیوں کا جس طرح استقبال کیا اور ان کو اپنے درمیان جگہ دی، یہ ایثار کی اچھوتی مثال ہے۔ ایک واقعہ حضرت ابوطلحہ انصاری کا ہے جو اس آیت کی شان نزول کے طور پر بیان کیا جاتا ہے اور جس میں اس کا بہترین انطباق پایا جاتا ہے۔

ایک آدمی ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھوکا آیا۔ کاشانۂ نبویؐ میں کچھ نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اس کو آج کی رات مہمان بنائے گا خدائے تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ حضرت ابوطلحہؓ اس کو اپنے گھر لے گئے۔ گھر جا کر بی بی سے معلوم ہوا کہ صرف اتنا ہی کھانے کو ہے کہ مہمان کا پیٹ بھر سکے۔ بولے، بچوں کو سلا دو اور چراغ کو بجھا دو۔ ہم دونوں رات بھر بھوکے رہیں گے، البتہ مہمان پر یہ ظاہر کریں گے کہ ہم کھا رہے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: خدا تعالیٰ تمھارے اس حسن سلوک سے بہت خوش ہوا، اور یہ آیت سنائی۔ (بخاری، مسلم)

یہ مالی تنگی میں ایثار کا واقعہ تھا لیکن اس سے زیادہ نادر واقعہ ایک جہاد کا ہے جو شان ایثار کی انتہائی شکل ہے۔ جب ایک زخمی کے پاس میدان جنگ میں پانی پہنچایا گیا تو پاس سے کراہنے کی آواز آئی۔ انھوں نے کہا: پہلے ان کے پاس لے جاؤ۔ جب ان کے پاس پہنچے تو پھر یہی واقعہ پیش آیا اور انھوں نے بھی مرتے وقت اپنے ساتھی کو اپنے اوپر ترجیح دی۔ اس طرح چھٹے آدمی تک نوبت آئی اور ہر ایک دوسرے کو اپنے اوپر مقدم کرتا رہا۔ جب چھٹے کے پاس پہنچے تو وہ ختم ہو چکے تھے اور جب پہلوں کے پاس واپس آئے تو سب جان بحق ہو چکے تھے، رحمہم اللہ۔

ایثار کے معنی دراصل یہ ہیں کہ آدمی اپنے لیے کمتر چیز پر راضی ہو جائے اور اپنے ساتھی کو بہتر چیز دے دے۔ ایک دفعہ رسولؐ اللہ ایک جنگل میں جا رہے تھے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے دو مسواک کاٹے' ایک سیدھا تھا اور ایک ٹیڑھا۔ آپؐ کے ساتھ ایک صحابیؓ تھے۔ آپؐ نے سیدھا مسواک انھیں دے دیا اور خود ٹیڑھا رکھ لیا۔ انھوں نے کہا' یارسولؐ اللہ! یہ بہتر ہے اور آپؐ کے لیے اچھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جو کوئی شخص کسی سے ایک ساعت بھی صحبت رکھتا ہے تو اس سے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا کہ اس نے حق صحبت کا خیال رکھا یا اسے ضائع کیا (کیمیائے سعادت)۔ یہ اشارہ ہے اس طرف کہ ایثار چند لمحات کے ساتھ کا ایک حق ہے۔

عدل

"سیرت کی دو اہم بنیادی صفات جن کو اگر مومن اختیار کرے تو نہ صرف تعلقات کی خرابی کو کہیں سر اٹھانے کا موقع نہ مل سکے گا' بلکہ یہ انتہائی شیریں ہو جائیں گے' عدل اور احسان ہیں۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے بحیثیت حکم کے ارشاد کیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ط (نحل ۱۶: ۹۰)

اللہ تعالیٰ عدل اور احسان پر کاربند رہنے کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے (اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ) کا انداز بیان قابل غور ہے۔

عدل کا تصور دو مستقل حیثیتوں سے مرکب ہے۔ ایک یہ کہ لوگوں کے درمیان حقوق میں توازن و تناسب قائم ہو' اور دوسرے یہ کہ ہر ایک کو اس کا حق بے لاگ طریقہ سے دیا جائے۔ "عدل" کے حکم کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے اخلاقی' معاشرتی' معاشی' قانونی' سیاسی و تمدنی حقوق پوری ایمان داری کے ساتھ ادا کیے جائیں یعنی ایک مسلمان اپنے بھائی کے وہ تمام حقوق ادا کرے جو شریعت نے عائد کیے ہیں اور اپنے معاملات اس طرز پر طے کرے جس طرز پر شریعت چاہتی ہے۔ سلوک اس نوعیت کا ہو جس نوعیت کا شریعت تقاضا کرتی ہے اور برتاؤ میں وہی روش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرے جس کا حکم شریعت نے دیا ہے اس لیے کہ شریعت ہی وہ نظام ہے جس میں عدل کے تمام تقاضے بہ کمال حسن و خوبی ملحوظ رکھے گئے ہیں:

وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید ۵۷:۲۵)

اور اتاری ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ انصاف کو قائم رکھیں۔

اسی طرح عدل کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اگر کسی سے برائی کا بدلہ لے' تو بس اتنا ہی لے جتنی برائی کی گئی ہے جو اس سے بڑھا' اس نے عدل سے تجاوز کیا۔

عدل کی مزید تشریح جو اس کے تصور کو بالکل مکمل کر دیتی ہے' اس حدیث میں ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نو باتوں کا ذکر کیا ہے جن کا حکم اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

كَلِمَةُ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ

غضب کی حالت ہو یا ناراضگی کی' بہر صورت عدل کے کلمے پر رہو۔

کمال سیرت کی بنیادی علامت یہ ہے کہ آدمی کی قلبی کیفیت کچھ بھی ہو' لیکن وہ عدل کے راستے سے سرمو نہ ہٹے۔ اصل چیز یہ ہے کہ آدمی کے کردار میں اتنی طاقت ہو' کہ خواہ آدمی کے دل میں اپنے بھائی کی طرف سے غبار اور میل ہو لیکن پھر بھی وہ اپنے معاملات' برتاؤ اور رویے کو شریعت کے تقاضوں سے ہٹنے نہ دے۔

عدل کے بعد احسان ہے' جو عدل سے زائد ایک چیز ہے۔

احسان

اس کی اہمیت باہمی تعلقات میں عدل سے بھی زیادہ ہے۔ عدل اگر تعلقات کی اساس ہے تو احسان اس کا جمال اور کمال ہے۔ عدل اگر تعلقات کو ناگواریوں اور تلخیوں سے بچاتا ہے تو احسان اس میں شیرینیاں اور خوشگواریاں پیدا کرتا ہے۔ کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلق اس بنیاد پر قائم نہیں رہ سکتا کہ ہر فریق ناپ تول کر کے دیکھتا رہے اور اپنے واجب الوصول حقوق میں کسی طرح کی کمی اور دوسروں کے واجب الادا حقوق میں کسی طرح کا اضافہ گوارا نہ کرے۔ ایسے ایک کھرے تعلق میں کشمکش تو ہو گی' مگر محبت' شکرگزاری' عالی ظرفی' ایثار' اخلاق اور خیر خواہی کی نعمتوں سے وہ محروم رہے گا جو دراصل زندگی میں لطف و حلاوت پیدا کرنے والی ہیں۔ یہ نعمتیں احسان سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس سے مراد ہے نیک برتاؤ' فیاضانہ معاملہ' ہمدردانہ رویہ' رواداری' خوش خلقی' درگزر' باہمی مراعات' ایک دوسرے کا پاس و لحاظ' دوسرے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ دینا اور خود اپنے حق سے کچھ کم پر ہی راضی ہو جانا۔

اس احسان کا تصور بھی نو باتوں والی حدیث کی تین باتیں مکمل اور واضح کرتی ہیں:

اَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَعْفُوْا عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ۔

جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں اور جو مجھ کو (حق سے) محروم کرے میں اس کو (اس کا حق) دوں اور جو میرے اوپر ظلم کرے میں اس کو معاف کروں۔

یعنی کردار کی یہ صفت اس کا تقاضا کرتی ہے کہ نہ صرف آدمی اپنے بھائی کو بھلائی کا بدلہ اس سے زائد بھلائی سے دے' بلکہ اگر وہ برائی کرے تو اس کا جواب بھی بھلائی سے دے:

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

اور برائی کو بھلائی کے ذریعہ دفع کرتے ہیں۔

ان چار صفات کے بعد پانچویں چیز وہ ہے جس کے لیے میں رحمت کا لفظ استعمال کروں گا لیکن جس کے لیے نہ معلوم کتنی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمت

رحمت کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے باہمی تعلق کی تصویر کھینچنے کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ یہ چیز اس کے معانی کی وسعت کی طرف اشارہ کرتی ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (فتح ۴۸:۲۹)

محمدؐ رسول اللہ اور جو لوگ ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور باہم سراپا رحمت ہیں۔

اس صفت کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ہم اس کو دل کی نرمی اور گداز سے تعبیر کر سکتے ہیں جس کے نتیجے میں آدمی کا رویہ اپنے بھائی کے لیے انتہائی شدت' گرم جوشی' سوز و شفقت اور الفت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اس کے بھائی کو اس سے ذرہ برابر بھی کوئی ایذا' تکلیف یا ٹھیس پہنچنے کا تصور بھی اس کے لیے کربناک ہوتا ہے۔ یہ رحمت ہی کی صفت ہے جو آدمی کو ہر دلعزیز بناتی ہے اور انسانوں کو اس کی طرف پروانہ وار کھینچتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہم صفات میں سے ایک صفت یہی ہے جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے اور دعوت و تربیت کے سلسلہ میں اس کی کئی مثالیں پیش کی ہیں:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (توبہ ۹: ۱۲۸)

بے شک تمھارے پاس خود تم میں سے رسول آیا۔ تم کو کوئی تکلیف پہنچے تو ان کو گراں ہوتی ہے۔ تمھاری بھلائی پر وہ حریص ہے اور مومنین کے لیے سراپا رافت و رحمت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۃ آل عمران میں بتایا گیا ہے کہ اگر آپؐ کا دل نرم نہ ہوتا تو لوگ کبھی آپؐ کے گرد جمع نہ ہوتے اور یہ دل کی نرمی اللہ کی رحمت ہے۔ فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمرٰن ۳:۱۵۹)

اللہ کی رحمت سے آپؐ ان کے لیے نرم دل واقع ہوئے ہیں۔ اگر کہیں بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپؐ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔

ایمان کا نتیجہ الفت ہے اور الفت سخت دلی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ایک مومن جو سراپا الفت ہوتا ہے، سراپا نرمی بھی ہوتا ہے ورنہ اسُ کے لیے ایمان میں کوئی بھلائی نہیں۔ اس حقیقت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں روشنی ڈالی ہے:

اَلْمُؤْمِنُ مَالِفٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَاْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ۔

مومن محبت و الفت کا پتلا ہوتا ہے اور جو نہ محبت کرتا ہے اور نہ اس سے محبت کی جاتی ہے اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

اور اس لیے یہ فرمایا:

مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ (بروایت جریر، مسلم، مشکوٰۃ)

جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ بھلائی سے محروم کر دیا گیا

اس بات کی مزید تشریح یوں کی:

مَنْ اُعْطِيَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ اُعْطِيَ حَظَّهٗ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (عن عائشہ، شرح السنہ)

جس شخص کو نرمی سے اس کا حصہ دیا گیا اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی میں سے اس کا حصہ دے دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ؑ نے ایک دفعہ تین جنتی آدمیوں میں سے ایک شخص کو گنایا جو اپنے رشتہ داروں اور ہر مسلمان کے لیے رحیم اور رقیق القلب ہو۔ (رَحِیْمٌ رَقِیْقُ الْقَلْبِ لِکُلِّ ذِیْ قربی او مسلم (مسلم)۔ اس کے برعکس رویہ اس کے لیے رحمت سے محرومی اور بدبختی ہے۔ جو زمین پر بندوں پر رحم نہیں کرتا وہ اللہ کے رحم سے محروم ہو جاتا ہے اور جو زمین پر اللہ کے بندوں پر رحمت کرتا ہے اس کے لیے اللہ کی رحمت واجب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

لَا تَنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِیٍّ (بروایت ابی ہریرہ' احمد' ترمذی' مشکوٰۃ)

رحمت کسی سے چھینی نہیں جاتی مگر اس سے جو بدبخت ہو۔

اور مزید یہ کہ:

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ (عن عبداللہ بن عمر' ترمذی' ابوداود' مشکوٰۃ)

جو رحم کرنے والے ہیں رحمٰن ان پر رحم کرتا ہے' تم زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔

چھوٹوں اور بڑوں کے ساتھ اس نرمی و رحمت کے دو مختلف پہلو ظہور پذیر ہوتے ہیں یعنی شفقت و عزت' اس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا (ابی داود' ترمذی' مشکوٰۃ)

جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ایک مسلمان اپنے بھائی کے ساتھ تعلقات میں سراپا نرم ہوتا ہے اور اپنے ناملات میں اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ ہر ممکن طریقے سے اس کے دل کو ش رکھے اور اس کو تکلیف نہ ہونے دے اور اس کا ہر جائز مطالبہ پورا کر دے۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس امر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال سے یوں سمجھایا:

اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنْفِ اِنْ قِيْدَ انْقَادُوْا اِنْ اُنِيْخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اسْتَنَاخَ (ترمذی' مکحول' مشکوٰۃ)

مومن بردبار اور نرم دل ہوتے ہیں' اس اونٹ کی مانند جس کی ناک میں نکیل پڑی ہو۔ اگر کھینچا جائے تو کھنچتا چلا جائے اور پتھر پر بٹھایا جائے تو پتھر پر بیٹھ جائے۔

قرآن نے بڑے مختصر انداز میں اس پوری کیفیت کو یوں بیان کیا ہے:

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (مائدہ ۵: ۵۴)

مومنوں کے ساتھ نرم ہوں گے۔

دراصل یہ رحمت سیرت کی وہ صفت ہے جو تعلقات میں ایک نئی روح ڈال دیتی ہے اور ان کے حسن و جمال کو مکمل کرتی ہے۔ ایک شخص جو ایک مرتبہ اس رحمت سے لطف اندوز ہو جاتا ہے پھر اس کا دل اس تعلق کو توڑنے کے لیے مشکل سے راضی ہوتا ہے جس کے ذریعے اس کو یہ نعمت ملی ہے۔

عفو

عفو کا مفہوم معاف کر دینا ہے۔ اس مفہوم میں وہ بہت ساری چیزیں شامل ہیں جو الگ الگ بھی شمار ہوتی ہیں۔ لیکن چونکہ ان کا اس صفت سے گہرا تعلق ہے۔ اس لیے ہم نے انھیں اس کے تحت شامل کر دیا ہے' مثلاً غصہ کا ضبط کرنا' صبر و تحمل اور بردباری وغیرہ۔

جب دو آدمیوں کا تعلق قائم ہوتا ہے تو ایک فطری امر ہے کہ ہر ایک سے بہت ساری ایسی چیزیں سرزد ہوتی ہیں جو دوسرے کے لیے ناگواری' تلخی اور اذیت کا باعث ہوں' جن پر اسے غصہ آئے اور جن میں سے بعض پر اسے قانوناً بدلہ لینے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق بھی ہو--- پیار و محبت کا تعلق اپنے استحکام کے لیے اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ ایسے تمام موقعوں پر محبت غالب آئے اور ایک بھائی میں اتنی وسیع القلبی ہو کہ وہ اپنے غصہ کو پی جائے اور باوجود انتقام کی قدرت کے' انتقام نہ لے اور اس طرح عفو کی روش پر کاربند ہو۔ رسول اللہ کا یہ خاص شیوہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بے شمار جگہ یہ نصیحت کی ہے:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ (اٰل عمرٰن ۳:۱۵۹)

ان کے قصور معاف کر دو' ان کے حق میں دعاے مغفرت کرو۔

اور مسلمانوں کی تقویٰ کی صفات بتاتے ہوئے یہ بھی کہا ہے:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (اٰل عمرٰن ۳: ۱۳۴)

اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں (کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں۔

جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچے یا کوئی نقصان ہو' تو سب سے پہلے غصہ اس کے دل و دماغ پر قابو پانے کی کوشش شروع کرتا ہے۔ اگر غصہ دل و دماغ پر قابو پا لے تو پھر عفو تو درکنار' آدمی ایسی ایسی حرکتیں کر بیٹھتا ہے کہ آئندہ خوشگوار تعلقات کی امید بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے آدمی کو اپنا غصہ پی جانے کی فکر کرنی چاہیے۔ جب ہی وہ ٹھنڈے دل سے معاملہ پر غور کر سکے گا۔ پھر اگر عفو کا رویہ اختیار نہ بھی کرے تو بھی کم از کم عدل سے تجاوز نہ کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف فرمودات میں اس کے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے اس کو دبانے کی ترغیب دی ہے۔ فرمایا:

اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ (بیہقی' مشکوٰۃ)

بے شک غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر ڈالتا ہے جس طرح ایلوہ شہد کو۔

مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ' اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا اِبْتِغَاءَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَجْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی (رواہ احمد حسن مشکوٰۃ ابن عمرؓ)

بندہ کوئی گھونٹ نہیں پیتا جو اللہ کے نزدیک اس غصہ کے گھونٹ سے زیادہ بہتر ہو جو وہ خدا کی خوشنودی کی خاطر پی جاتا ہے۔

اسی طرح آپؐ نے صبر کی تعلیم دی اور یہ بتایا کہ سب سے بہتر رویہ یہ ہے کہ آدمی ایذاؤں پر صبر کرے اور مل جل کر رہے' بجائے اس کے کہ قطع تعلق کرے۔

آپؐ نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ یُخَالِطُ النَّاسَ وَیَصْبِرُ عَلٰی اَذَاھُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِیْ لَا یُخَالِطُھُمْ وَلَا یَصْبِرُ عَلٰی اَذَاھُمْ (عن ابن عمرؓ ترمذی' ماجہ' مشکوٰۃ)

وہ مسلمان جو لوگوں سے ملا جلا رہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرے اس سے بہتر ہے جو ملنا جلنا چھوڑ دے اور ایذاؤں پر صبر نہ کرے۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کو نصیحت کرتے ہوئے آپؐ نے منجملہ اور باتوں کے یہ کہا کہ:

عَبْدًا اُظْلِمَ بِظُلْمَۃٍ فَیَغُضُّ عَنْھَا عَزَّوَجَلَّ اِلَّا اَرَ اللّٰہِ بِمَا نَصَرَہٗ (بروایت ابوہریرہ' بیہقی)

جس بندہ پر ظلم کیا جائے اور وہ صرف خدا کی رضا کے لیے خاموش رہے تو اللہ اس کی زبردست مدد کرتا ہے۔

صبر سے آگے مقام یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو خوش دلی کے ساتھ معاف کر دے' باوجود اس کے کہ وہ انتقام اور بدلہ کی طاقت رکھتا ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا:

مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ

تیرے نزدیک تیرے بندوں میں سے سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ اِذَا قَدِرَ عَفَرَ - (بروایت ابوہریرہ' بیہقی)

وہ شخص جو انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دے۔

اور اسی طرح جو آدمی اپنے بھائی کا عذر نہ قبول کرے اس کو یہ وعید سنائی:

مَنْ اِعْتَذَرَ اَخِیْہِ فَلَمْ یَعْذِرْہُ اَوْ لَمْ یَقْبِلْ عُذْرَہٗ عَلَیْہِ مِثْلَ خَطِیْئَۃِ صَاحِبِ مَکْسٍ (شعب الایمان مشکوٰۃ)

جس نے اپنے بھائی سے اپنے قصور کا عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا' اس کا عذر قبول نہ کیا تو اس پر اتنا گناہ ہوا جتنا (ایک ناجائز) محصول وصول کرنے پر۔

اور آخرت میں بھی ایسے شخص کے لیے بہترین اجر ہے:

مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی اَنْ یَّنْفِذَہٗ دَعَا اللّٰہُ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُخَیِّرَہٗ فِیْ اَیِّ حُوْرٍ شَاءَ (عن سل بن معاذ' ترمذی' ابو داود' مشکوٰۃ)

جس نے غصہ ضبط کر لیا اس حال میں کہ وہ اسے پورا کرنے کی قدرت رکھتا تھا' قیامت کے دن خداوند اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور جس حور کو چاہے' اسے انتخاب کرنے کا اختیار دے دے گا۔

جو دنیا میں معاف کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی خطائیں معاف کرے گا:

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (نور ۲۴: ۲۲)

چاہیے کہ وہ عفو و درگزر سے کام لیں۔ کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برائی کے برابر برائی کا بدلہ لینے کا حق ہے لیکن جو معاف کر دے تو اس کا اجر خاص اللہ کے ذمہ ہے:

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (الشوریٰ ۴۲: ۴۰).

برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے پس جس نے معاف کیا اور مصالحت کی اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

عفو کی یہ صفت پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں؛ بلکہ بڑے عزم کا کام ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (الشوریٰ ۴۲: ۴۳)

اور جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

لیکن یہی وہ چیز ہے جو تعلقات میں بڑی بلندی اور پاکیزگی پیدا کر دیتی ہے اور اس لیے یہ ایک انتہائی اہم صفت ہے۔

دو مزید صفات کا ذکر بھی یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایک باہمی اعتماد اور دوسرے قدر و قیمت کا احساس۔

اعتماد

اعتماد کا پورا پورا تصور ولایت کا وہ لفظ اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے جو قرآن نے مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی تعبیر کے لیے استعمال کیا ہے۔ دراصل ولی کہتے ہی اس کو ہیں جو کاملاً قابل اعتماد ہو اور جس کو آدمی اپنے تمام راز اور تمام معاملات پورے اطمینان سے سپرد کر دے۔ اخوت کے تعلق کا تقاضا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ساتھیوں پر اعتماد کرے اور ان کو اپنی زندگی کے معاملات میں برابر کا شریک بنائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدر و قیمت کا احساس

یہ آخری چیز ہے اور اس کا مقصود صرف یہ ہے کہ آدمی اپنے اس تعلق کی اہمیت اور حیثیت سے اتنا واقف ہو کہ اس کا دل اس کی صحیح قدر و قیمت محسوس کرے' جب ہی یہ ممکن ہو گا کہ آدمی کسی قیمت پر بھی اس تعلق کا ٹوٹنا گوارا نہ کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲

منہیات : نامطلوب رویے

ان بنیادی اصولوں اور صفات کی روشنی میں اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم کو تفصیلی ہدایات دی ہیں تاکہ تعلقات کو مطلوبہ معیار پر استوار کیا جائے۔ کچھ چیزیں منفی حیثیت رکھتی ہیں جو تعلقات کو خراب ہونے سے بچاتی ہیں یعنی منہیات۔ اور کچھ مثبت' جو اس کو مزید استحکام اور محبت بخشتی ہیں یعنی موجبات۔

سب سے اہم اور پہلی چیز جس سے روکا گیا ہے وہ حقوق میں دست درازی ہے۔

۱۔ حقوق میں دست درازی

ہر انسان اس کائنات میں کچھ حقوق کا مالک ہوتا ہے۔ یہ حقوق کائنات کی ان اشیا میں بھی ہوتے ہیں جن کو انسان اپنے تصرف میں لاتا ہے اور انسانوں پر بھی جن سے وہ تعلقات قائم کرتا ہے۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس بات کی سختی سے نگہداشت کرے کہ اس کے بھائی کے ان دو قسم کے حقوق میں سے کسی حق کو غصب کرنے کا جرم اس سے سرزد نہ ہو۔ مال یا زمین یا مادی فوائد میں جو حق اس کے بھائی کا ہو' وہ خود نہ حاصل کرے اور اس کی جان و مال' عزت و آبرو اور دین کی طرف سے جو حقوق اس پر عائد ہوئے ہیں ان میں سے کوئی حق ادا ہونے سے نہ رہ جائے۔ یہی وہ حقوق ہیں جن کے بارے میں قرآن نے بے انتہا تفصیل اختیار کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وراثت' نکاح و طلاق اور دوسرے معاملات سے ایک ایک معاملے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حدود عائد کر کے ان حقوق پر دست درازی سے روکا ہے۔ ان حقوق کی مزید تفصیلات احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ پھر جہاں جہاں یہ حدود بیان ہوئی ہیں وہاں انتہائی سخت انداز بیان اختیار کر کے حقوق اور خوف خدا کی نصیحت کی ہے اور ان کو توڑنے کے عواقب سے آگاہ کیا ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (البقرہ ۲:۲۲۹)

یہ اللہ کی حدود ہیں، پس ان سے تجاوز نہ کرو اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے وہی ظالم ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (نساء ۴:۱۳-۱۴)

یہ اللہ کی حدود ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے تو اللہ اسے ان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود کو توڑے تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت دینے والا عذاب ہے۔

بارگاہ رسالت سے مسلمانوں کے سامنے یہ بات اس طرح ارشاد فرمائی گئی:

مَنْ اِقْتَطَعَ حَقَّ اَمْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے شک اللہ نے آگ واجب قرار دی اور جنت حرام کر دی اس پر جس نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارا۔

وَاِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِنْ اَرَاکٍ

(صحابہؓ میں سے کسی نے پوچھا) اگرچہ وہ کوئی معمولی سی چیز ہو۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں اگرچہ وہ پیلو کی ایک ناکارہ اور معمولی سی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

ایک مرتبہ آپؐ نے ایک بڑے مؤثر انداز میں اس بات کو واضح کرتے ہوئے صحابہؓ سے پوچھا:

اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ ؟ قَالُوْا اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْھَمَ لَہٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصَلٰوۃٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوۃٍ وَیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ ھٰذَا وَقَذَفَ ھٰذَا وَاَکَلَ مَالَ ھٰذَا وَسَفَکَ دَمَ ھٰذَا وَضَرَبَ ھٰذَا فَیُعْطٰی ھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْہِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاھُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْہِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

(عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ، مسلم)

جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عام معنوں کے لحاظ سے کہا کہ مفلس وہ ہے جو مال و متاع سے خالی ہو۔ آپؐ نے کہا، میری امت میں اصل مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ جیسے اعمال کا ذخیرہ لائے اور ساتھ ہی یہ اعمال بھی لائے کہ کسی کو گالی دی، کسی پر تہمت لگائی، کسی کا مال کھایا، کسی کا خون بہایا اور کسی کو مارا، پھر ایک ایک مظلوم کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور فیصلہ چکانے سے پہلے اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو پھر حق داروں کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں تعلقات کو خرابی سے بچانے کے لیے اور آخرت کے اس عذاب سے بچنے کے لیے حقوق کا پورا تحفظ ضروری ہے اور اس لیے رسول اللہ نے خاص طور پر نصیحت کی ہے کہ موت سے پہلے اپنے مسلمان بھائیوں سے اپنی غلطیاں معاف کرا لو۔

حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں بنیادی چیز یہ ہے کہ ایک مسلمان کے بھائی کا جسم اور آبرو اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہے۔ چنانچہ رسول اللہ نے اس چیز کو ایک مسلم کی لازمی صفات میں شمار کیا۔ فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِن لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (بروایت عبداللہ بن عمر، بخاری، مسلم، ترمذی)

مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام مسلمان محفوظ ہیں۔

۲۔ نقصان پہنچانا

ہر انسان کے لیے سب سے عزیز اور قیمتی اس کے جسم و جان ہوتے ہیں اور وہ ایسے شخص کو کبھی اپنا بھائی نہیں سمجھ سکتا جو اس معاملے میں کوئی زیادتی کرے لہٰذا اس ناحق خون سے سخت ترین انداز میں روکا گیا ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء ۴: ۹۳)

اور جو کوئی قتل کرے مومن کو قصداً، پس اس کے لیے ہے جہنم۔ ہمیشہ اس میں رہے گا اور غضب ہو اس پر اور لعنت کی اس پر اللہ نے اور تیار کیا اس کے لیے عذاب بہت بڑا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر بڑے مؤثر انداز میں آپ نے مسلمانوں پر ایک دوسرے کی جان اور مال اور آبرو کو حرام قرار دیا اور پھر کہا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

اسی طرح آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا:

وَسَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ (متفق علیه ابن مسعود' مشکوٰۃ)

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر۔

ہاتھ سے زیادہ زبان کا معاملہ تعلقات میں بڑا نازک ہوتا ہے۔ یہ ہزار راستوں سے فتنے پیدا کرتی ہے اور ہر فتنہ اتنا پیچیدہ کہ اس کا مداوا بھی بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ اس لیے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ اس کے فتنوں کے آگے بند باندھ دیا جائے۔ چنانچہ اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے ایک طرف تو زبان کے متعلق بڑی تفصیل سے تنبیہہ کی اور دوسری طرف تعلقات کے دائرے میں اس ایک ایک چیز کی نشاندہی کردی جو خرابی و فساد کا سبب بنتی ہے۔ اور اس کی روک تھام کی تدابیر کیں۔

قرآن نے مسلمانوں کو بتایا:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (ق ۵۰: ۱۸)

کوئی بات نہیں نکلتی مگر اس کے پاس ایک نگران حاضر ہوتا ہے۔

رسولؐ اللہ نے حضرت معاذؓ کو مختلف نصیحتیں کرتے ہوئے آخر میں اپنی زبان پکڑ کر فرمایا:

كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا

تیرے اوپر لازم ہے کہ اس کو روکے رکھ۔

انھوں نے پوچھا کہ یارسولؐ اللہ کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس کے بارے میں بھی قابل مواخذہ ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مَعَاذُ هَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِلاَّ حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ (عن معاذ بن جبل' ترمذی' ریاض الصالحین)
تیری ماں تجھ کو روئے اے معاذ! زبان کی کترنوں کے علاوہ اور کیا چیز ہو گی جس کی بنا پر لوگ منہ کے بل یا نتھنوں کے بل آگ میں گریں گے۔

سفیانؓ بن عبداللہ نے سوال کیا کہ اپنے بارے میں کس چیز سے سب سے زیادہ ڈروں۔ آپؐ نے اپنی زبان پکڑی اور کہا "اس سے"۔

۳۔ بدکلامی اور برا بھلا کہنا

زبان کا یہ استعمال کہ انسان اپنے بھائی کے منہ پر برا بھلا کہے یا اس سے سخت سے گفتگو کرے اور اس سے طعن و تشنیع کرے بالکل ناجائز ہے۔ اسی طرح برے نام سے پکارنا بھی اس کے تحت آتا ہے جس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے:

وَلاَ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ (حجرات ۴۹: ۱۱)
اور مت بدنام کرو ساتھ برے القاب کے' برا نام ہے بدکاری پیچھے ایمان کے۔

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ الْجَعْظَرِيُّ (بروایت حارث بن وہیب' ابوداود و بیہقی)
کوئی بدخو اور سخت گو آدمی جنت میں داخل نہ ہو گا۔

اِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُ ثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ الْمُتَفَيْهِقُوْنَ (ترمذی' ابن ماجہ' عن جابر: جواہر رسالت)
یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے مبغوض اور مجھ سے سب سے دور زیادہ بکواس کرنے والے' دریدہ دہن' فوقیت جمانے والے اور علم کے جھوٹے مدعی و متکبرین ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَيۡسَ الۡمُؤۡمِنُ بالطَّعَانِ وَلاَ بِاللَّعَانِ وَلاَ الۡفَوَاحِشِ وَلاَ الۡبَذِیَّ

مومن نہ تو طعنے دینے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنا والا نہ فحش بکنے والا نہ زبان دراز۔

اصل چیز یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی عزت پر کوئی حملہ اس کے سامنے نہ کرے۔

۴۔ غیبت

ایک دوسرا فتنہ غیبت ہے اور یہ پہلے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اس میں انسان اپنے بھائی کے سامنے نہیں بلکہ اس کی پیٹھ پیچھے برا کہتا ہے جب کہ وہ اپنے دفاع پر قادر نہیں ہوتا۔ قرآن نے غیبت کرنے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے:

لاَ یَغۡتَبۡ بَعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ط اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا فَکَرِهۡتُمُوۡهُ (الحجرات ۴۹: ۱۲)

اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی تعریف کرتے ہوئے ایک دفعہ صحابہؓ سے سوال کیا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟

صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

ذِکۡرُكَ اَخَاكَ بِمَا یَکۡرَهُ فَقِیۡلَ اَرَاءَ یۡتَ اِنۡ کَانَ فِیۡ اَخِیۡ مَا اَقُوۡلُ قَالَ اِنۡ کَانَ فِیۡهِ اِغۡتَبۡتَهُ وَاِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ فِیۡهِ مَا تَقُوۡلُ فَقَدۡ بَهَتَّهُ (عن ابی ہریرہ، مسلم، مشکوٰۃ)

غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرو جو اسے ناپسند ہو۔ کہا گیا، اگر وہ برائی میرے بھائی میں موجود ہو جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو نے اگر ایسی برائی کی جو اس میں موجود ہے تو غیبت کی اور اگر اس میں موجود نہیں ہے تو اس پر بہتان لگایا۔

مسلمان بھائی کی عزت اس کی متقاضی ہے کہ اس کا بھائی اس کی پیٹھ کے پیچھے اس کو برے الفاظ سے یاد نہ کرے۔

۵۔ چغل خوری

غیبت کی ہی ایک مخصوص شکل چغل خوری ہے۔ قرآن اس کی برائی یوں کرتا ہے:

هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ (القلم ٦٨: ١١)

لوگوں پر آوازے کسنے والا اور چغلیاں کھانے والا۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں، میں نے رسولؐ اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں نہ جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو خاص طور پر نصیحت کی:

لَا يُبَلِّغُنِي اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِي شَيْئًا فَاِنِّي اُحِبُّ اَنْ اُخْرِجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ (عن ابن مسعود، داود، مشکوٰة)

کوئی شخص کسی کے بارے میں کوئی بری بات مجھے نہ پہنچائے، اس لیے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب تمھارے پاس آؤں تو ہر ایک کی طرف سے میرا سینہ صاف ہو۔

غیبت اور چغل خوری میں زبان کے علاوہ ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کے اشاروں کے ذریعے برائی کرنا بھی آتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦۔ عار دلانا

برائی کی ایک بڑی قبیح‘ فساد پیدا کرنے والی اور دلوں میں افتراق و نفرت پیدا کرنے والی چیز یہ ہے کہ مسلمان اپنے بھائیوں کو ان کے منہ پر یا دوسروں کے سامنے ان کے گناہوں پر عار دلا کر شرمندہ کرے‘ اور اس طرح ان کو رسوا کرے۔ اس حرکت سے دل پھٹ جاتے ہیں‘ اس لیے کہ اس طرح کی رسوائی کوئی شخص بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

قرآن نے کہا ہے:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (الحجرات ۴۹:۱۱)

اپنے بھائیوں کو عیب نہ لگاؤ۔

رسولؐ اللہ کی ایک حدیث ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو کسی گناہ پر عار دلائے تو وہ نہیں مرے گا جب تک کہ اس سے یہ گناہ سرزد نہ ہو۔ مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ (اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور غریب کہا ہے)۔

حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت میں آپؐ نے مسلمانوں کے کئی حقوق شمار کراتے ہوئے یہ بھی فرمایا: انھیں کسی عیب و معصیت کا ہدف بنا کر شرمندہ و ذلیل نہ کرو۔ (ترمذی‘ مشکوٰۃ)

۷۔ تجسّس

عیب لگا کر شرمندہ کرنے سے پہلے ایک اور برائی آتی ہے۔ وہ یہ کہ آدمی اپنے بھائی کی خرابیوں کی ٹوہ لگاتا پھرے‘ ان کا تجسّس کرے۔ اس لیے کہ جس کا تجسّس کیا جائے اسے بھی گراں گزرتا ہے اور جس کے علم میں اپنے بھائی کی برائیاں آتی ہیں اس کے دل میں گرہ پڑ جاتی ہے۔ چونکہ تجسّس کوئی معیاری ذرائع تحقیق کی اجازت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیتا اس لیے اکثر اس کا امکان رہتا ہے کہ ادھورے ذرائع تحقیق پر اعتماد کر کے اپنے بھائی کے بارے میں بری رائے قائم کر لے اور اس طرح بدظنی جیسے برے جرم کا مرتکب ہو۔ اسی لیے قرآن نے بدظنی کے بعد فوراً مسلمانوں سے کہا:

وَلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات ۴۹: ۱۲)

اور عیب کی ٹوہ نہ لگاؤ۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی ہدایت کی کہ:

وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعُ عَوْرَتَه اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعَ اللّٰهُ عَوْرَةَ يُفْضِيْحُهٗ وَفِيْ جَوْفِ دَارِهٖ (عن عبداللہ ابن عمرؓ ترمذی، مشکوٰۃ)

مسلمانوں کی عیب جوئی کے درپے نہ رہو اس لیے کہ جو اپنے کسی مسلم بھائی کے پوشیدہ عیب و معصیت کے پیچھے لگتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ عیب و معصیت کو طشت ازبام کرنے پر تل جاتا ہے۔ جس کے عیب افشا کرنے پر اللہ تل جائے تو وہ اس کو رسوا کر کے ہی چھوڑتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر گھس کر کیوں نہ بیٹھ رہے۔

۸۔ تمسخر

زبان کی برائیوں میں سے ایک بڑی برائی جو ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے جدا کرتی ہے وہ تمسخر ہے یعنی مذاق اڑانا اور اس کا ایسا برا مذاق اڑانا جس میں تحقیر شامل ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثروبیشتر تمسخر نتیجہ ہوتا ہے دوسرے کو حقیر اور اپنے کو برتر سمجھنے کا۔ قرآن کریم نے اس پر اس طرح متنبہ کیا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (الحجرات ۴۹:۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے ایمان والو! نہ ٹھٹھا کرے کوئی قوم کسی قوم سے شاید کہ وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں کسی عورت سے شاید کہ وہ بہتر ہوں ان سے۔

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے تمسخر کرتا ہے آخرت میں اس کے انجام کی بڑی عبرت ناک تصویر رسول ؐ اللہ نے اس طرح کھینچی ہے:

اِنَّ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ بِالنَّاسِ يُفْتَحُ لِاَحَدِهِمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ هَلُمَّ فَيَجِيْءُ بِكَرْبِهٖ وَغَمِّهٖ فَاِذَا جَآءَهٗ اُغْلِقَ دُوْنَهٗ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اٰخَرُ فَيُقَالُ لَهٗ هَلُمَّ فَيَجِيْءُ بِكَرْبِهٖ وَغَمِّهٖ وَاِذَا جَآءَهٗ اُغْلِقَ دُوْنَهٗ فَمَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَهُمْ لَيُفْتَحَ لَهُ الْبَابُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ هَلُمَّ يَاتِيهِ مِنَ الْيَاس، (عن حسن، بیہقی)

لوگوں کا مذاق اڑانے والے ہر فرد کے لیے قیامت کے دن جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا "تشریف لایئے" وہ غم کے ساتھ آئے گا اور جیسے ہی دروازے تک پہنچے گا اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس پر دوسرا دروازہ کھولا جائے گا کہ "آیئے آیئے" تو وہ اپنے مصائب و الم کے ساتھ آئے گا۔ جونہی وہ قریب پہنچے گا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا یہاں تک کہ جب کسی کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ "آؤ" تو وہ مایوسی کے سبب وہاں آنے اور داخل ہونے کی ہمت نہ کرے گا۔

تمسخر کی ایک شکل یہ ہے کہ دوسرے انسان کے عیوب کی نقل اتاری جائے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کسی کی نقل اتاری تو آپؐ نے ناپسند کیا اور فرمایا:

مَا اُحِبُّ اَنْ حَكَيْتُ اَحَدًا وَاِنَّ كَانَ لِيْ كَذَا وَكَذَا (بروایت عائشہؓ، ترمذی، مشکوٰۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا اگرچہ مجھے یہ اور یہ دے دیا جائے (یعنی کوئی بھی دنیوی نعمت)!

۹۔ حقیر سمجھنا

جو چیز دل میں موجود ہوتی ہے اور ظاہری سطح پر گالی دینے' عار دلانے' چغل خوری کرنے اور غیبت کرنے اور تمسخر اڑانے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہو۔ اس کیفیت کے بعد ہی آدمی کی اپنے بھائی کے حق میں اس قسم کی حرکات کرنے کی جرأت ہوتی ہے ورنہ جس آدمی کو انسان اپنے سے بہتر جانتا ہو' اس کے ساتھ کبھی اس قسم کی حرکاتٗ نہیں کر سکتا۔ اس لیے قرآن نے تمسخر سے روکتے وقت اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر انسان یہ سوچ لے کہ اس کا بھائی اس سے بہتر ہو سکتا ہے تو وہ کبھی اس کا مذاق نہ اڑائے۔ (عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ)۔

ایمان اور تقویٰ کے ساتھ ایک مومن و مسلم بھائی کے لیے حقارت یا اس کو کم اور ذلیل سمجھنا کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ ہر آدمی کے عزو شرف کا معیار تقویٰ ہوتا ہے' جس کا اصل فیصلہ بہرحال آخرت میں اللہ کے روبرو ہو گا۔ دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کو کم سمجھنے کے معنی تو یہ ہیں کہ وہ شخص بھی ایمان کی اصل قدروں کو ہی نہیں سمجھتا ہے۔ رسولؐ اللہ نے ایک بڑی معنی خیز حدیث میں یہ بتاتے ہوئے کہ تقویٰ دراصل قلب میں ہے' فرمایا کہ ایک آدمی کی ہلاکت کے لیے یہ بات کافی ہے:

بِحَسْبِ اِمْرَیٍٔ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ (عن ابی ہریرۃ' مسلم' مشکوٰۃ)

ایک آدمی کے شریر ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائی کو حقیر جانے۔

ایک دوسری روایت میں حضورؐ نے یوں نصیحت فرمائی:

وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ

کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی نہ تو تذلیل کرے اور نہ تحقیر

ایک دفعہ آپؐ نے یہ فرمایا کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ اور پھر ایک شخص کے سوال کے جواب میں تکبر کی تشریح یوں فرمائی:

اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (عن ابن مسعود مسلم' مشکوٰۃ)

تکبر سے حق رد کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ ایک حدیث میں تین نجات دینے والے اور تین ہلاک کر دینے والے امور بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِيَ اَشَدُّهُنَّ (بیہقی' مشکوٰۃ)

ایک ہلاک کر دینے والی چیز اپنے آپ کو بزرگ و برتر سمجھنا ہے اور یہ بدترین عادت ہے۔

آج کے معاشرہ میں تحریک کے کارکنوں کو نہ صرف اپنے رفقا کے ساتھ' بلکہ عام مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاملات میں اس پہلو سے خاص طور پر اپنا احتساب کرنا چاہیے۔

۱۰۔ بدظنی

بدظنی کی بیماری ایسی بیماری ہے جو باہمی تعلقات کو گھن لگا دیتی ہے اور دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ ظن معروف معنی میں ایسے خیال کے لیے بولا جاتا ہے جو بغیر واضح شہادت یا دلائل کے قیاساً قائم کر لیا جائے' جس کی پشت پر علم نہ ہوا۔ اگر یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیال برا ہو تو یہ بدظنی ہے۔ جب مسلمان اپنے بھائی کے بارے میں بغیر کسی علم کے بدگمانی شروع کر دے' تو وہاں سے محبت رخصت ہونے لگتی ہے۔

قرآن کریم نے اس سلسلے میں اس طرح نصیحت کی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات ۴۹:۱۲)

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو اس بارے میں یوں نصیحت کی:

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ (عن ابی ہریرۃ بخاری و مسلم' مشکوٰۃ)

تم ظن سے احتراز کرو' اس لیے کہ ظن بدترین جھوٹی بات ہے۔

ظن سے بچنے کا سب سے اہم تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی نیت کے بارے میں کبھی کوئی بری بات نہ کہے اور نہ سوچے۔ اس لیے کہ نیت ایسی چیز ہے جس کے بارے میں کبھی کوئی واضح علم نہیں ہو سکتا۔ یہ ہمیشہ قیاس ہی ہو گا۔ پھر اس بارے میں اگر چند باتیں پیش نظر رکھی جائیں تو اس بیماری کا بڑی آسانی سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ پہلی بات یہ کہ جہاں ایک طرف ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے۔ وہاں یہ بھی ہے کہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے بدگمانی کا موقعہ نہ دے۔ حتی الوسع ایسی بات سے احتراز کرے جو بدگمانی کا موقع فراہم کر کے دیتی ہو۔ دوسرے کو فتنہ میں نہ ڈالنا چاہیے۔ اس کی مثال خود نبی کریمؐ نے فراہم کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ آپؐ اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ رات کو ازواج مطہرات میں سے کوئی آپ سے ملنے آئیں۔ آپ ان کو واپس پہنچانے چلے تو اتفاقاً راستہ میں دو انصاری مل گئے۔ وہ آپؐ کو عورت کے ساتھ دیکھ کر اپنی آمد کو بے موقع سمجھ کر واپس چلنے لگے۔ آپؐ نے انھیں آواز دی اور فرمایا: میری فلاں بیوی ہیں۔ انھوں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ اگر کسی کے ساتھ بدگمانی کرنی ہوتی تو کیا آپ کے ساتھ کرتے؟

آپ نے جواب دیا: شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔

۲۔ اگر باوجود کوشش کے بدگمانی پیدا ہو، تو پھر اس کو کبھی دل میں نہ رکھے کیونکہ بدگمانی کو دل میں رکھنا غدر و خیانت ہے۔ چاہیے کہ اس کو فوراً جا کر اپنے بھائی پر ظاہر کر دے تاکہ وہ اس کو دور کر سکے اور جس پر بدگمانی کا اظہار کیا جائے اس کا فرض ہے کہ وہ فوراً اس کی صفائی کر دے تاکہ دل صاف ہو جائے۔ چپ نہ سادھ لے ورنہ پھر اس گناہ کا بہت بوجھ اس کی طرف بھی منتقل ہو سکتا ہے۔

۱۱۔ بہتان

ایک مسلمان اپنے بھائی کو جان بوجھ کر مجرم ٹھہرائے یا اس کی طرف کوئی ناکردہ گناہ منسوب کرے تو یہ بہتان ہے اور یہ صاف صاف ایک قسم کا جھوٹ اور خیانت ہے۔ بہتان کی ایک اور بدتر شکل یہ ہے کہ آدمی اپنا گناہ کسی دوسرے کے سر ڈال دے۔ اس کے بارے میں قرآن نے یہ کہا ہے کہ:

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (نساء ۴: ۱۱۲)

جو کوئی خطا یا گناہ کر کے پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر دھرے، اس نے نقصان اور کھلا گناہ اپنے سر باندھا۔

اسی طرح مسلمانوں کو بن کیے جھوٹا الزام رکھنے پر یہ کہا گیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (احزاب ۳۳:۵۸)

اور جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بن کیے تہمت لگا کر تکلیف پہنچاتے ہیں۔ انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لادا۔

ایک محبت بھرے تعلق میں اس کی گنجائش کہاں نکل سکتی ہے؟

۱۲۔ ضرر رسانی

ضرر یا نقصان کا لفظ بھی بڑا وسیع ہے لیکن اس کے معنی دراصل یہ ہیں کہ مسلمان اس چیز کو ملحوظ رکھے کہ اس کے بھائی کو اس کی ذات سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ یہ ضرر جسمانی بھی ہو سکتا ہے اور قلبی بھی۔ چنانچہ رسول اللہ نے انتہائی سخت انداز میں فرمایا ہے:

مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ اَوْ مَكَرَ بِهٖ (عن ابی بکر الصدیق ترمذی، مشکوٰۃ)

ملعون ہے وہ شخص جو کسی مومن کو ضرر پہنچائے یا کسی کے ساتھ مکر کرے۔

اسی طرح آپؐ نے یہ فرمایا:

مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ بِهٖ (ابن ماجہ و ترمذی)

جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرر پہنچائے گا اور جو کسی مسلمان کو تکلیف میں مبتلا کرے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ تکلیف میں مبتلا کرے گا۔

۱۳۔ دل آزاری

کوئی مسلمان اپنے بھائی کے دل کو تکلیف پہنچائے، یہ ایک ایسی چیز ہے جسے اس کے دل کو ہرگز گوارا نہ کرنا چاہیے۔ ایک بھائی کے دل کو دوسرے بھائی سے کئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کی بنا پر تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ ان تمام موٹی موٹی باتوں کے علاوہ جن کا تفصیلی ذکر آچکا ہے' زندگی کے معاملات کی جزئیات میں افتاد طبع اور مزاج بھی دلی کیفیت کا سبب بن سکتا ہے۔ اصولی بات یہ ہے کہ ہر مسلمان کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو اس کے بھائی کے دل کو ایذا پہنچائے' یا جس سے اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

غیبت جیسے جرم عظیم کی بنیاد بھی یہی ہے۔ چنانچہ غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں اس طرح ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرے' یا جس سے اس کو تکلیف پہنچے۔

رسولؐ اللہ نے نصیحت کی کہ جب تین آدمی ہوں تو دو آدمی آپس میں سرگوشیاں نہ کریں' یہاں تک کہ بہت سے آدمیوں میں مل جائیں' تب ایسا کر سکتے ہیں۔ اس حکم کی جو وجہ بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ:

مَنْ اَجَلِ اَنْ يَحْزَنَهٗ (عن عبداللہ بن مسعود' مسلم' مشکوٰۃ)

اس خوف سے کہ کہیں وہ غمگین نہ ہو۔

اگر ان آداب کی فہرست پر ایک نگاہ ڈالی جائے جو اسلام نے دیے ہیں تو معلوم ہو گا کہ یہ بات کہ کسی مسلمان بھائی کے دل کو تکلیف نہ پہنچے' ایک بنیادی اصول کے طور پر کارفرما ہے۔ مسلمان کو ایذا دینا' دینی نقطہ نظر سے اتنا برا فعل ہے کہ رسولؐ اللہ نے اس سلسلے میں فرمایا:

مَنْ اٰذِی النَّاسَ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ (عن انس بن مالک' طبرانی)

جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

اور اس کے برعکس کسی کا دل خوش کرنے کی خاطر کوئی کام کرے تو اس کے بارے میں یہ فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ قَضَى لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِی حَاجَةً یُرِیْدُ اَنْ یَسُرَّہٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِی وَمَنْ سَرَّنِی فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ (عن انس، بیہقی، مشکوٰۃ)

جو میری امت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اسے خوش کرے، تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا، اللہ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

اور یہاں پر رسولؐ اللہ کی یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مومن تو وہ ہے جو مجسم محبت ہو۔ جو شخص کسی سے الفت نہ رکھے اور نہ کوئی اس سے الفت رکھے تو اس میں بھلائی کی بو بھی نہیں۔ دل آزاری کی ایک معمولی صورت ہنسی مذاق میں پریشان کرنے کی ہوتی ہے، یعنی ایسا مذاق جس سے واقعی دوسرا پریشان ہو جائے اور اس کے دل کو تکلیف ہو۔

ایک دفعہ آپؐ کے صحابہؓ آپ کے ساتھ شب میں سفر کر رہے تھے۔ جب ایک مقام پر قافلہ ٹھہرا تو ان میں سے ایک شخص اٹھا اور دوسرے شخص کی رسی جو وہ اپنے ساتھ لے کر سو رہا تھا، اٹھالی اور اس طرح اسے پریشان کیا۔ رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا:

لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُّرَوِّعَ مُسْلِمًا (عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابن داود، ترجمان السنہ)

مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ کسی مسلمان کو ہنسی مذاق میں پریشان کرے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ہتھیار چھپانے کا واقعہ ہوا، تو آپؐ نے منع فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَنْ يُّرَوَّعَ الْمُؤْمِنَ اَوْ اَنْ يُّؤْخَذَ مَتَاعَهُ لاَلَعِبًا وَلاَ جِدًّا (ابن عساکر، من الواقدی، ترجمان السنہ)

کسی مومن کو ڈرایا جائے ہنسی میں، یا واقعی طور پر کسی کا کوئی سامان لے لیا جائے۔

۱۴۔ فریب دہی

مسلمانوں کو اس بات سے بھی منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو گفتگو یا معاملات میں فریب دیں، غلط بیانی سے کام لیں، دھوکا دیں یا اسے کسی غلط بات کے پیچھے ڈال دیں۔ ایک ایسے تعلق میں جہاں ایک فریق دوسرے فریق کے ساتھ اس قسم کی حرکت کرتا ہے، کبھی بھی ایک دوسرے کا اعتبار نہیں کر سکتا۔ جہاں ایک آدمی کے لیے دوسرے کی بات بھی قابل اعتبار نہ ہو وہاں لطف و محبت اور اعتماد کے رشتے کس طرح قائم ہو سکتے ہیں۔ احادیث میں اس چیز کو بدترین خیانت قرار دیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

قَالَ كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا لَكَ مُصَدِّقٌ وَّاَنْتَ بِهِ كَاذِبٌ (عن سفیان بن اسد، ترمذی، مشکوٰۃ)

سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے، وہ تم کو سچا سمجھ رہا ہو حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

۱۵۔ حسد

حسد وہ ذلیل بیمار ہے جو اگر انسان کے دل میں راہ پالے تو پھر نہ صرف یہ کہ وہ قلبی تعلق کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے بلکہ آدمی کا اپنا ایمان بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ حسد کی تعریف یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان پر اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثلاً مال و دولت یا علم و فضل یا حسن و کمال کو پسند نہ کرے اور یہ خواہش کرے کہ اس سے یہ نعمتیں چھین لی جائیں۔ حسد میں اپنے لیے نعمت کی خواہش پر دوسرے سے چھین جانے کی خواہش غالب رہتی ہے۔

حسد کا سبب کبھی تو بغض و عناد ہوتا ہے' کبھی ذاتی فخر اور دوسرے کی کمتری کا احساس' کبھی دوسروں کو مطیع بنانے کا جذبہ اور کبھی کسی مشترکہ مقصد میں اپنی ناکامیابی اور دوسروں کی کامیابی۔ کبھی صرف جاہ طلبی اس کا سبب بنتی ہے۔ حسد کے بارے میں نبی کریمؐ نے اس طرح تنبیہہ کی ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدِ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

(ابو داود)

تم لوگ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

یہ وہ چیز ہے جس سے قرآن نے ہر مسلمان کو پناہ مانگنے کی ہدایت کی ہے: مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔

ایک بڑی اہم ہدایت میں' جس میں آپؐ نے ان چیزوں کو بیان کیا ہے جن کا ترک کرنا بھائی بھائی بننے کے لیے ضروری ہے اور جس کا ایک ٹکڑا بدظنی کے عنوان کے تحت گزر چکا ہے۔ (إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ' گمان سے بچو)' آپؐ نے مزید جو فرمایا وہ یہ تھا:

وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا (عن ابی ہریرہ' بخاری و مسلم' مشکوٰۃ)

کسی کے عیوب کی ٹوہ نہ لگاؤ۔ کسی کا تجسس نہ کرو۔ کسی کے تجارتی معاملہ کو نہ بگاڑو۔ آپس میں حسد نہ کرو۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔ آپس میں ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے بے تعلق نہ رہو۔ آپس میں حرص نہ کرو اور خدا کے بندے
اور بھائی بن کر رہو۔

مشہور شارح حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی یہ شرح فرماتے ہیں کہ اس کا
مطلب یہ ہے کہ جب تم لوگ ان منہیات کو چھوڑ دو گے تو بھائی بھائی ہو جاؤ گے۔

پھر آپؐ نے حسد و بغض کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

رُبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ مِنَ الْحَالِقَةِ لَا اَقُوْلُ
تُحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تُحْلِقُ الدِّيْنَ (احمد' ترمذی' مشکوۃ)

پہلی امتوں کی بیماریاں تمھارے اندر سرایت کر گئی ہیں اور یہ بیماریاں حسد
اور بغض ہیں جو مونڈ دینے والی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈ دیتی
ہیں بلکہ دین کا صفایا کر دیتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴

موجبات : مطلوب رویے

ان چیزوں کے روکنے کے ساتھ ساتھ جو تعلقات میں خرابی و فساد کا سبب بنتی ہیں' اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم کو وہ چیزیں بھی متعین کر کے بتا دی ہیں جن کا اختیار کرنا تعلقات کے استحکام کا باعث ہوتا ہے۔ الفت و محبت میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک دل دوسرے دل سے اس طرح قریب آتا چلا جاتا ہے جیسے ایک ہاتھ کی دو انگلیاں۔ ان میں کچھ چیزیں ہیں جن کو ضروری قرار دیا گیا ہے یا یوں کہیے کہ وہ بطور حقوقؔ پیش کی گئی ہیں اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے لیے ترغیب دی گئی ہے اور وہ فضائل کے درجہ میں آتی ہیں۔ مزید سیرت کی جن بنیادی صفات کی بنیاد پر قرآن اور حدیث سے ہم کو کوئی ہدایت ملتی ہے' جس میں سے ہر ایک کی روح تو ان ہی صفات کی ہے' ان کو علاحدہ سے سامنے رکھنا ضروری ہے۔ لطف و محبت کی فضا کو پروان چڑھانے کے لیے ان میں سے ہر چیز اہم ہے۔

ا۔ عزت و آبرو کا تحفظ

ایک انسان کے نزدیک سب سے قیمتی چیز اس کی عزت و آبرو ہوتی ہے۔ اگر اس کی عزت کو برباد کیا جائے تو یہ وہ کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایک طرف جہاں مسلمانوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ کسی طریقے سے بھی اپنے بھائی کی عزت پر حملہ کرنے کا باعث ہوں' وہاں اس بات کی خاص تاکید کی گئی ہے اور اسے ایک حق بتایا ہے کہ مسلمان اپنے بھائی کی عزت کا تحفظ کرے۔ کہیں اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برا بھلا کہا جا رہا ہو' کہیں اس پر تہمت دھری جا رہی ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس کا اسی طرح مقابلہ کرے جس طرح وہ اپنی عزت پر حملے کا مقابلہ کرتا ہے اور اس پر اسے اتنی ہی تکلیف ہو جتنی اپنی عزت خراب ہونے پر ہوتی ہے۔ اگر ایک مسلمان کو اس بات کا یقین ہو کہ اس کی عزت اس کے مسلمان بھائی کے ہاتھوں محفوظ ہے' تو اس کو اپنے بھائی سے ایک قلبی لگاؤ پیدا ہو گا لیکن اگر اس بات کا بھی یقین ہو کہ وہ اس کے سامنے اور اس کی پیٹھ کے پیچھے اس کی عزت کا اسی طرح محافظ ہے جس طرح وہ خود ہو سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے دل میں کتنی گہری جگہ پیدا ہو جائے گی۔ اس لیے نبی کریمؐ نے بے شمار احادیث میں اس امر کی ہدایت کی ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ اِمْرَاءٍ مُسْلِمٍ يَخْذُلُ اِمْرَاءُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ فِيْهِ مُرْمَتُهٗ يَنْتَقِصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلاَّ خُذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ وَمَا مِنْ اِمْرَءٍ مُسْلِمٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضَعٍ يَنْتَقِصُ مَنْ عَوَضِهٖ يَنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهٖ اَلاَّ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ (عن ابی جابر' ابی داؤد' مشکوٰۃ)

جو مسلمان کسی مسلمان کی امداد و اعانت سے ایسے موقع پر بیٹھ جاتا ہے جہاں اس کی عزت کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہوں اور اس کی آبرو ریزی کی جا رہی ہو' تو اللہ بھی اس نازک مرحلہ پر اس کی نصرت ترک کر دیتا ہے جہاں وہ چاہتا ہو کہ کوئی اس کی نصرت و حمایت کے لیے کھڑا ہو۔ جو مسلمان کسی مسلمان کی اعانت کے لیے ایسے موقع پر کھڑا ہو جاتا ہے جہاں اس کی آبروریزی کی جا رہی ہو یا اس کی عزت خراب کی جا رہی ہو' تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی نصرت و حمایت کرتا ہے جہاں وہ چاہتا ہو کہ کوئی اس کی مدد کرتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی سب سے بڑی مدد یہ ہے کہ وہ آگ سے بچا لے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ اِلاَّ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ ثُمَّ تَلاَ هٰذَا الْاٰيَةِ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (عن ابی داود، شرح السنہ، مشکوٰۃ)

جو مسلمان اپنے بھائی کی آبروریزی سے کسی کو روکے تو اللہ پر اس کا حق ہے کہ وہ جہنم کی آگ سے اس کو روک لے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی کہ "مسلمانوں کی مدد ہمارے اوپر ایک حق ہے"۔

آبروریزی کی ایک بہت عام شکل غیبت ہے جس کی تعریف گزر چکی ہے۔ اس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

مَنْ اغْتِيْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ الْمُسْلِمِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاِنْ لَّمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ اَخَذَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (عن انس شرح السنہ، مشکوٰۃ)

جس شخص کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد کرنے پر قادر ہو اور پھر اس کی مدد کرے تو اللہ دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور مدد پر قادر ہونے کے باوجود اس کی مدد نہ کرے تو اللہ دنیا و آخرت میں اسے پکڑ لے گا۔

اپنے بھائی کو دوسروں کے شر سے محفوظ رکھنے کے سلسلے میں آپؐ نے فرمایا کہ:

مَنْ حَمٰى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ جَعَلَ لَهُ اللّٰهُ مَلَكًا يَحْمِىْ لَحْمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ (عن مالک بن انس، ابو داود، مشکوٰۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس نے کسی مومن کو منافق (کے شر) سے بچایا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتہ مقرر کردے گا جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔

ایک مسلمان پر اپنے بھائی کی مدد کے سلسلے میں بے شمار حقوق عاید ہوتے ہیں مثلاً: مالی مدد' مشکلات کو دور کرنا' مسائل کو حل کرنے کی کوشش اور دوسری سینکڑوں قسم کی دینی' دنیوی حاجتوں کا پورا کرنا۔ یہ تمام چیزیں قانون کے دائرے سے باہر احسان کے دائرے سے تعلق رکھتی ہیں جو اگرچہ ضروری ہیں اور جن کے بارے میں آخرت میں جواب دہی ہو گی' لیکن ان کے بارے میں قانون سازی ممکن نہیں۔ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا پیٹ بھر سکتا ہو' یا اس کے ننگے بدن کو ڈھانپ سکتا ہو' یا اس کی مشکل و مصیبت کو دور کرنے میں مدد کر سکتا ہو' جس میں وہ گرفتار ہو' یا اس کی حاجت روائی کر سکتا ہو' یا وہ اس کی مالی و معاشی الجھن کو دور کر سکتا ہو تو یہ اس کے بھائی کا اس پر حق ہے کہ وہ ایسا کرے' ورنہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان میں سے ایک ایک چیز کو اپنا حق بتاتے ہوئے سوال کرے گا کہ تم نے یہ حق کیوں ادا نہ کیا۔ زبان رسالتؐ نے انتہائی مؤثر انداز میں بتایا کہ خدا کہے گا کہ "اے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھ کو کھانا کیوں نہ کھلایا' اور یہ کہ میں ننگا تھا تو نے مجھے کپڑا کیوں نہ دیا' اور میں مریض تھا تو نے میری عیادت کیوں نہ کی"۔ اور بندہ کے پاس کوئی جواب نہ ہو گا۔ اللہ کے کسی بندے اور اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد یا حاجت روائی اتنی بڑی نیکی ہے کہ کم ہی نیکیاں اتنے بڑے درجہ کو پہنچ سکتی ہیں۔ اس کی اصل سپرٹ یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا طریقہ ہو جس سے ایک مسلمان اپنے بھائی کو آرام پہنچا سکتا ہو یا اس کے دل کو خوش کر سکتا ہو تو اس میں دریغ نہ کرے۔

جب تک ایک آدمی اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے' وہ اللہ کی مدد کا مستحق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ عَبْدِهٖ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ (عن ابی ہریرہ' مسلم' ترمذی' جواہر رسالت)

اللہ اپنے بندے کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

اسی حدیث میں کچھ پہلے نبی کریمؐ اعانت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے ہر ایک کا اجر اس طرح سناتے ہیں:

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (عن ابوہریرہ مسلم' جواہر رسالت)

جس نے کسی مومن کی کوئی مشکل دنیاوی مشکلات میں سے دور کر دی' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مشکلات میں سے اس کی ایک مشکل دور کر دے گا جس نے کسی تنگ دست آدمی کو سہولت بخشی اللہ اس کو دنیا و آخرت میں سہولت بخشے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

اس سلسلے میں کچھ باتیں آپؐ نے ایک دوسری حدیث میں اس طرح بیان کیں:

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (عن ابن عمرؓ بخاری و مسلم' مشکوٰۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو وہ اس پر ظلم کرے نہ اپنی اعانت سے دست کشی کر کے اس کو ہلاکت کے حوالے کر دے۔ جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا' اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا اور جو کسی مسلمان کا غم یا مصیبت دور کر دے گا' اللہ تعالیٰ اس کی روز قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل دور کر دے گا۔

اعانت اور حسن سلوک کا ایک بہت بڑا حصہ مال میں عاید ہوتا ہے۔ ہر محروم آدمی اس کا مستحق ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے حصہ دیا ہے' وہ اس کی مدد کرے۔

وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (ذاریات ۵۱:۱۹)

ان کے مالوں میں حق تھا سائل اور محروم کے لیے۔

آنحضرتؐ نے اس کو انتہائی بلیغ انداز میں یوں پیش فرمایا ہے کہ:

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰهِ' فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِهٖ (عن عبداللہ بیہقی' مشکوٰۃ)

مخلوق خدا کا کنبہ ہیں۔ بس خدا کے نزدیک اس کی مخلوق میں سے محبوب ترین وہ ہے جو اس کے کنبہ سے حسن سلوک کرے۔

بھوکوں کو کھانا کھلانے کی قرآن نے انتہائی تاکید کی ہے۔ ابتدائی مکی سورتیں اس سے بھری پڑی ہیں۔ رسولؐ اللہ نے مدینے آکر مسلمانوں کو سب سے پہلے خطبے میں جن چار امور کی ہدایت کی اور کہا کہ اس کے بعد تم جنت میں داخل ہو سکتے ہو' ان میں سے ایک یہ تھی:

وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ

اور کھانا کھلاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا کہ:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ اِلَى جَنْبِهٖ (عن ابن عباس' بیہقی' مشکوٰۃ)

وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔

ایک شخص نے آپؐ سے اپنی سنگدلی کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا کہ:

اَمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ (عن ابی ہریرہ' احمد' مشکوٰۃ)

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھانا کھلا۔

فریادی کی داد رسی بھی اسی اعانت کا ایک شعبہ ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

مَنْ اَغَاثَ مَلْهُوْفًا كَتَبَ اللّٰهُ ثَلٰثًا وَّسَبْعِيْنَ مَغْفِرَةً وَاحِدَةٌ فِيْهَا صَلَاحُ اَمْرِهٖ كُلِّهٖ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَهٗ دَرَجَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (عن انس' بیہقی' مشکوٰۃ)

جس نے کسی فریادی کی داد رسی کی' اللہ اس کے لیے تہتر بخششیں لکھ دیتا ہے۔ ان میں سے ایک بخشش اس کے تمام کاموں کی اصلاح کی ضامن ہے۔ بہتر بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات بلند کرنے کا سبب بنیں گی۔

کسی حاجت مند کی سفارش کر دینا یا اس کی شفاعت کرنا بھی اعانت کی ایک صورت ہے' جو اگر اس کی بھلائی کے لیے ہو تو خدا نے قرآن میں اس کی تعریف کی ہے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا (النساء ۴:۸۵)

جو نیک بات کی سفارش کرے گا اس کے ثواب میں اس کا بھی حصہ ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ خود اپنے اصحاب کو بھی، جب کوئی سائل یا حاجت مند آتا، تو نصیحت کرتے:

اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا

اس کی سفارش کرو اور ثواب میں حصہ لو۔

اعانت کے مختلف مراحل اور صورتوں کو آپ نے ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری سے گفتگو کرتے ہوئے واضح کیا۔ انھوں نے پوچھا: ایمان کے ساتھ عمل بتایئے۔

فرمایا: جو روزی خدا نے دی اس سے دوسروں کو دے۔

عرض کیا: اے خدا کے رسول اگر وہ خود مفلس ہو؟

فرمایا: اپنی زبان سے نیک کام کرے۔

عرض کی: اگر اس کی زبان معذور ہو؟

فرمایا: کمزور کی مدد کرے۔

عرض کی: اگر وہ ضعیف ہو، مدد کی قوت نہ ہو؟

فرمایا: جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو اس کا کام کر دے۔

عرض کی: اگر وہ خود ہی ایسا ناکارہ ہو؟

فرمایا: اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے (سیرت النبی، ج ۶، ص ۲۸۸)

اور پھر یہ حدیث بھی دہرا لینے کی ضرورت ہے:

جو شخص میری امت میں سے کسی کی دینی دنیوی حاجت پوری کرے اور اس سے اس کا مقصد صرف اس کو خوش کرنا ہو تو اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔

اس سلسلے میں ایک بڑی اچھی روایت اصبہانی کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ لوگوں میں اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے جواب دیا:

أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْرٌ تُدْخِلُهُ عَلٰى مُسْلِمٍ أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً أَوْ تَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعًا وَإِنْ أَمْشِيْ مَعَ أَخٍ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ شَهْرًا وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَهُ اللّٰهُ قَلْبَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رِضًا وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيْهِ فِيْ حَاجَةٍ حَتّٰى يُقْضِيَهَا لَهُ ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ تَزُوْلُ الْأَقْدَامُ

لوگوں میں اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہے جو انسان کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو' اور اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ تو کسی مسلمان کو خوش کر دے اس طرح کہ اس کی مصیبت و مشکل دور کر دے یا اس پر سے بھوک کو ہٹا دے۔ یہ امر کہ میں کسی بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پورا کرنے کی خاطر چلوں' مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس مسجد (نبوی) میں ایک مہینہ اعتکاف کروں۔ جس نے اپنے غصہ کو پی لیا' اگر وہ چاہتا تو اس کو پورا کر لیتا' تو اس کے دل کو اللہ قیامت کے روز اپنی رضا سے بھر دے گا۔ جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر چلا' یہاں تک کہ وہ پوری کر دی تو اللہ اس کے قدموں کو اس دن ثبات بخشے گا جب قدم لڑکھڑا رہے ہوں گے (یعنی قیامت کے دن)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دکھ درد میں شرکت

اپنے بھائی کی اعانت اور حاجت روائی اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی اصل بنیاد یہ ہے کہ ایک کا دکھ درد دوسرے کا دکھ درد ہو۔ ایک شخص اگر دوسرے کی تکلیف محسوس کرے تو دوسرا بھی اس کو اتنی ہی شدت سے محسوس کرے۔ جس طرح جسم کا ایک عضو دوسرے تمام اعضا کی تکلیف میں شریک رہتا ہے' اسی طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی تکالیف کا شریک رہتا ہے۔

رسولؐ اللہ نے کئی مثالوں سے اس امر کو واضح کیا۔ مثلاً ایک دفعہ آپؐ نے یہ فرمایا:

تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عَضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (عن نعمان بن بشیرؓ بخاری و مسلم' مشکوٰۃ)

تم مومنوں کو رحم دلی' باہم الفت و لگاؤ اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسے ایک جسم۔ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے' تو سارا جسم اس کے ساتھ بخار اور شب بیداری کے ذریعہ شرکت کرتا ہے۔

اسی طرح ایک روایت میں آپؐ نے اس کی مزید تشریح یوں کی کہ ایک مومن' معاشرے میں ایسا ہوتا ہے جیسے جسم میں سر۔ جس طرح درد سر کی وجہ سے تمام جسم تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے' اسی طرح مومن تمام مومنوں کی تکلیف سے خود تکلیف و الم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مثبت طور پر آپؐ نے اس کی مثال اس طرح پیش کی:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ (عن ابی موسیٰؓ بخاری و مسلم' مشکوٰۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہونا چاہیے اور ایک دوسرے کے لیے اس طرح مضبوطی اور قوت کا باعث ہونا چاہیے جیسے مکان کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لیے۔ اس کے بعد آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں۔

۳۔ احتساب و نصیحت

ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کے اعمال و افعال پر نگاہ رکھے' اور جہاں اسے سیدھی راہ سے ہٹتے دیکھے وہاں اس کو نصیحت کر کے سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ اگرچہ اس حق کی ادائیگی ایک ایسی چیز ہے جو اکثر و بیشتر ناگوار گزرتی ہے۔ اگر ایک فرد کے دل میں اس بات کا پورا احساس ہو کہ اصلی کامیابی آخرت کی کامیابی ہے' اور تعلق کی اساس یہ ہے کہ دو بھائی ایک دوسرے کو یہ کامیابی حاصل کرنے میں مدد دیں کیونکہ دنیا میں احتساب آخرت کے احتساب سے بہتر ہے' تو وہ اپنے دل میں یقیناً اپنے بھائی کا شکر گزار ہو گا کہ اس نے دنیا ہی میں اس کو اصلاح کا موقع دیا۔ اگر تنقید و احتساب کرنے والا ان تمام شرائط کو ملحوظ رکھے جو ضروری ہیں اور خاص طور پر اگر یہ کام دل سوزی' محبت اور خلوص سے ہو تو یہ شکر گزاری آگے بڑھ کر محبت میں اضافہ اور الفت و لگاؤ میں زیادتی کا باعث ہو گی' اس لیے کہ پھر تنقید کرنے والے کے بارے میں ایک محسن اعظم کا تصور پیدا ہو گا۔ تنقید کی ساری شرائط کو نبی کریمؐ نے اپنی اس حدیث میں ایک مثال سے واضح کر دیا ہے جس میں آپؐ نے اس کی نصیحت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

اِنَّ اَحَدَکُمْ مِرْاٰۃُ اَخِیْہِ فَاِنْ رَاٰی بِہٖ اَذًی فَلْیُمِطْ عَنْہُ (عن ابی ہریرہ' ترمذی' مشکوٰۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ پس اگر وہ اپنے بھائی میں کوئی (ناگوار) خرابی دیکھے تو اسے دور کر دے۔

اور ابی داؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ ضَيْعَتَهُ وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ (ابی داود، مشکوٰۃ)

ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے کا بھائی ہے اور اس کے حق کو اس کی عدم موجودگی میں بھی محفوظ رکھتا ہے۔

اس مثال کی روشنی میں احتساب و نصیحت کے مندرجہ ذیل اصول وضع کیے جا سکتے ہیں:

۱۔ برائیوں کا تجسس نہ ہونا چاہیے' اس لیے کہ آئینہ کبھی تجسس نہیں کرتا' وہ اس وقت ظاہر کرتا ہے جب آپ اس کے سامنے جا کھڑے ہوں۔

۲۔ پیٹھ کے پیچھے تنقید نہ ہو' اس لیے کہ آئینہ کسی کی شکل اس وقت تک ظاہر نہیں کرتا جب تک وہ روبرو نہ ہو۔

۳۔ تنقید میں کوئی اضافہ نہ ہونا چاہیے' اس لیے کہ آئینہ بلاکم و کاست اور بلامبالغہ نقوش واضح کر دیتا ہے۔

۴۔ تنقید بے لاگ ہونی چاہیے اور کسی بدنیتی اور غرض سے پاک' اس لیے کہ آئینہ جس کا نقش کرتا ہے اس سے کوئی کینہ نہیں رکھتا۔

۵۔ بات کہہ دینے کے بعد اسے پالنا نہیں چاہیے' اس لیے کہ سامنے سے ہٹ جانے کے بعد آئینہ شکل کو محفوظ نہیں رکھتا یا دوسرے الفاظ میں پردہ دری نہ ہونی چاہیے۔

۶۔ اور پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس میں انتہائی سوز' دکھ' درد' خلوص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور محبت کارفرما ہو' جس کا احساس ہی اس ناگواری کے ہلکے سے احساس کو فنا کرے' جو ہر شخص میں فطری طور پر اپنے اوپر تنقید سن کر ابھرنے لگتا ہے۔ اسی لیے مراۃ المسلم کے ساتھ اخوۃ المسلم بھی کہا گیا لیکن دل سوزی اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب ایک طرف یہ احساس ہو کہ میرے بھائی کی یہ خرابی اس کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے اور دوسری طرف اپنے کو اپنے بھائی سے بڑا نہ سمجھے' بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس سے کمزور اور اس سے زیادہ خطاکار اور گناہ گار سمجھے۔

۴۔ ملاقات

محبت کے بالکل اولین اور بنیادی تقاضوں میں سے یہ ہے کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے' اس سے زیادہ سے زیادہ ملے' اس کی صحبت اختیار کرے اور اس سے گفتگو کرے اور اس کے پاس بیٹھے۔ انسانی نفسیات کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ محبت کا بنیادی تقاضا ہے' بلکہ محبت کو بڑھانے کے لیے اور دلوں کو آپس میں زیادہ سے زیادہ جوڑنے کے لیے یہ مؤثر ترین چیزوں میں سے ایک ہے۔ محبت تقاضا کرتی ہے کہ آدمی ہر ممکن موقع پا کر اپنے بھائی سے مل لے اور ہر ملاقات محبت میں مزید اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ اس طرح یہ ایک لامتناہی سلسلہ بن جاتا ہے۔ ملاقات میں اگر شریعت کے ان اصولوں کو ملحوظ رکھا جائے جن پر ہم پہلے گفتگو کر آئے ہیں اور جن کو پھر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ آدمی اپنے بھائی کی دل آزاری اور ایذا رسانی کو کسی طرح نہ براشت کرے' اور اگر ان چیزوں کو بھی ملحوظ رکھا جائے جو بعد میں آنے والی ہیں' تو ممکن نہیں کہ دو مسلمانوں کی ملاقات تعلق میں اضافہ کا سبب نہ بنے اور وہ دو بھائیوں کے دلوں کو قریب نہ لے آئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمی محبت کے باب میں اس کو خاص اہمیت دی ہے' اس کی ہدایت کی ہے اور اس کے بے شمار فضائل بتائے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ایک حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ: صالح ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے۔ (عن ابی ذر بیہقی' مشکوٰۃ)

ایک دفعہ آپؐ نے حضرت ابوذرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

ھَلْ شَعَرْتَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ زَائِرًا اَخِیْہِ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ کُلُّھُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْہُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعْمِلَ جَسَدَکَ فِیْ ذٰلِکَ فَافْعَلْ (عن ابی ذر' بیہقی' مشکوٰۃ)

تمہیں معلوم ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کو دیکھنے اور ملاقات کی غرض سے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یہ صرف تیرے لیے جڑا' تو اسے جوڑ دے۔ اگر تم سے ممکن ہو کہ اپنے جسم سے یہ (ملاقات کا) کام لے سکو تو ضرور ایسا کرو۔

ایک حدیث میں رسولؐ اللہ نے بڑے اچھے پیرایے میں اس ملاقات پر روشنی ڈالی۔ فرمایا کہ:

اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَہٗ فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰہُ لَہٗ عَلٰی مَدْرَجَتِہٖ مَلَکًا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اَنَا اُرِیْدُ اَخًا لِیْ فِیْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ قَالَ ھَلْ لَکَ عَلَیْہِ مِنْ نِعْمَۃٍ تَرُبُّھَا قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُہٗ فِی اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ (عن ابی ہریرہ' مسلم' مشکوٰۃ)

ایک شخص اپنے بھائی سے جو کسی دوسرے گاؤں میں تھا' ملاقات کو چلا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے پر ایک فرشتے کو بٹھایا۔ فرشتے نے اس سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا: اس گاؤں میں' میں اپنے بھائی سے ملاقات کو جاتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: کیا تیرا اس پر کوئی حق نعمت ہے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصول کرنے جاتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں' سوائے اس کے کوئی وجہ نہیں کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: مجھے اللہ نے تیری طرف بھیجا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ وہ تجھ سے ایسی ہی محبت رکھتا ہے جیسی تو اس کی خاطر اپنے دوست سے رکھتا ہے۔

ایک صاحب نے حضرت معاذ بن جبلؓ پر اپنی محبت کا اظہار کیا اور کہا آپ سے لِلّٰہ محبت کرتا ہوں۔ انھوں نے ان کو رسولؐ اللہ کی بشارت سنائی کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہے' جو میرے لیے باہم بیٹھتے ہیں' میرے لیے ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔

اللہ کے لیے باہمی محبت و ملاقات کا جو اجر آخرت میں ہے' اس کی خبر نبی کریمؐ نے یوں دی ہے:

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ عُمُدًا مِنْ یَاقُوْتٍ عَلَیْهَا غُرَفٌ مِنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ تُضِیْءُ كَمَا یُضِیْءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّیُّ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ یَسْكُنُهَا۔ قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰهِ مُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰهِ (عن ابی ہریرہ' بیہقی' مشکوٰۃ)

جنت میں یاقوت کے ستون ہیں اور ان پر زبرجد کے بالاخانے اور ان کے دروازے ایسے چمک دار ہیں جیسے تارے چمکتے ہیں۔ صحابہؓ نے پوچھا' اے اللہ کے رسولؐ! ان میں کون رہے گا؟ آپؐ نے فرمایا' وہ جو اللہ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں' ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں۔

باہمی ملاقات اور محبت کی اتنی تاکید اور اس کے لیے اتنے بڑے اجر کی بشارت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف اس وجہ سے نہیں کہ یہ محبت کا ایک لازمی تقاضا ہے یا یہ کہ اس سے محبت میں زیادتی و اضافہ ہوتا ہے' بلکہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انسان کو صحیح راہ پر قائم رکھنے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کے مخلص دوست اس کو سہارا دیتے ہیں۔ اور یہ چیز ملاقاتوں اور گفتگوؤں سے ہی ممکن ہے۔ پھر یہ کہ انسان ملتا تو لازماً رہتا ہی ہے۔ اگر اس کی ملاقاتیں اس کے پورے اجر و ثواب کی تمنا سے اپنے بھائیوں سے ہوں گی جو اس کے ہم مقصد ہیں' اور اگر ان ملاقاتوں میں اللہ کو یاد رکھا جائے گا تو یہ ملاقاتیں ہی اس کی سیرت کی تعمیر اور کردار کے ارتقا میں بڑا اہم اور نمایاں حصہ ادا کریں گی۔

ان احادیث اور ان دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ایک مومن کو اپنے دوسرے مومن بھائی سے زیادہ ملاقات کی کوشش کرنی چاہیے' الا یہ کہ طبعی مجبوری ہو۔ اس سے نہ صرف یہ کہ تعلق پروان چڑھے گا بلکہ وہ ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت اور اللہ کی محبت کا حق دار ہو گا۔

ملاقات کے وقت ان احادیث و ہدایات کو سامنے رکھنا چاہیے تاکہ اس ملاقات کے فی اللہ ہونے کا شعور ذہن میں پس پشت نہ چلا جائے۔

۵۔ عیادت

ملاقات کی ایک مخصوص صورت' جس کو ایک مسلمان پر اس کے بھائی کا حق قرار دیا گیا ہے' یہ ہے کہ وہ اپنے بیمار بھائی کی عیادت کو جائے۔ ایک بیمار انسان اپنی نفسیاتی و جسمانی کیفیت کی بنا پر دوسروں کی ہمدردی اور خدمت کا محتاج ہوتا ہے اور اس موقعہ پر اس کا کوئی بھائی یہ چیزیں اس کو فراہم کر کے دے تو یہ ہمدردی اور خدمت دل پر ایک ایسا گہرا اثر چھوڑتی ہے جو تعلقات کے استحکام میں بہت مفید ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام طور پر عیادت کے معنی صرف اتنے سمجھے جاتے ہیں کہ بیمار کی مزاج پرسی کی جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بیمار پرسی اس کی کم سے کم نوعیت ہے' ورنہ غم خواری' تیمارداری اور خدمت گزاری بھی اس کے تحت آتے ہیں۔ پھر اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ عیادت سے مراد صرف مزاج پرسی ہے' تو سوچنا چاہیے کہ جب مزاج پرسی کی اتنی تاکید اور اتنا اجر ہے تو غم خواری' تسلی و تشفی اور تیمارداری کا کیا درجہ ہو گا۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان کے اوپر حقوق کی جو مشہور احادیث ہیں اور جن میں چھ یا سات امور بیان کیے گئے ہیں' ان میں سے ہر ایک میں عیادت کی بطور ایک حق کے تاکید کی گئی ہے۔

وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ

جب وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کرو۔

اللہ کے رسولؐ نے انتہائی مؤثر پیرایے میں بندوں کے حقوق کی تلقین کرتے ہوئے ایک دفعہ اس امر کی وضاحت کی کہ یہ حقوق اصل میں اللہ کی طرف سے عاید ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ خود مدعی بن کر ان کے بارے میں جواب طلب کرے گا۔ چنانچہ عیادت کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا:

اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا' تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! تو سارے جہاں کا رب تھا' میں تیری عیادت کیونکر کرتا۔ فرمائے گا: کیا تجھے خبر نہ ہوئی کہ میرا بندہ بیمار ہوا مگر تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

ایک بیمار کی عیادت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا ترغیب ہو سکتی ہے کہ بندہ اس کے ذریعے سے اپنے آقا کو پا سکے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عیادت کے ثواب کے بارے میں آپ ؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ (عن ابی ماء' احمد' ترمذی)

جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو واپسی تک جنت کے میوے چنتا رہتا ہے۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ (عن علی' ترمذی و ابوداود' مشکوٰۃ)

جب مسلمان دوسرے مسلمانوں کی عیادت صبح کو کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں' یہاں تک کہ شام ہو جائے۔ اور شام کو عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں' یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ اس کے لیے جنت میں میووں کے باغات ہیں۔

مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا (عن جابر' مالک و احمد' مشکوٰۃ)

جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے وہ رحمت کے دریا میں داخل ہو جاتا ہے اور جب مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت میں غرق ہو جاتا ہے۔

آپ ؐ نے فرمایا:

اِتْمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ اَنْ يَضَعَ اَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ اَوْ عَلٰى يَدِهِ فَيَسْاَلُهُ كَيْفَ هُوَ (عن ابی امامہ' ترمذی)

مریض کی عیادت یہ ہے کہ عیادت کرنے والا اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھ دے اور اس سے پوچھے کہ وہ کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیادت کے کچھ آداب ہیں۔ اس میں سب سے اہم چیز مریض کی تسلی و تشفی اور دل داری ہے۔

رسولؐ اللہ نے ان کا حکم یوں دیا:

اِذَا دَخَلْتُمْ عَلٰی مَرِیْضٍ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذَالِكَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیَطِیْبُ بِنَفْسِهٖ (عن ابی سعید' ترمذی و ابن ماجہ' مشکوٰۃ)

جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کو تسکین دو اور تسلی دو۔ یہ اگرچہ حکم الٰہی کو تو نہیں روک سکتی لیکن مریض کے دل کو خوش کر دیتی ہے۔

رسولؐ اللہ خود جب کسی کی عیادت کو جاتے تو مریض کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے' تسلی دیتے اور فرماتے: لَا بَاسَ طُهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔ پھر اس سے یہی پوچھتے کہ کسی خاص چیز کو اس کا دل چاہتا ہے۔ صحابہؓ سے آپؐ یہی فرماتے کہ جب کوئی کسی کی عیادت کے لیے جائے تو اس کے ہاتھ اور پیشانی پر ہاتھ رکھے اور اس کو تسلی دے اور اس کے شفا پانے کے لیے خود اسے دعا دے۔ (ابی داؤد' سیرت النبی' ج ۶' ص ۳۰۹)

پھر اس سے بھی منع فرمایا کہ مریض کے پاس زیادہ دیر تک بیٹھا جائے یا شوروغل کیا جائے۔

۶۔ اظہار جذبات

دل میں اگر محبت کے جذبات ہوں تو وہ خود بخود اپنے اظہار کے متقاضی ہوتے ہیں۔ جذبات کے اظہار سے ہمیشہ دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو شخص اپنے جذبات کو پھوٹ نکلنے کا موقعہ دیتا ہے اس کے جذبات میں ہمیشہ تازگی رہتی ہے' حرارت رہتی ہے اور ان میں ارتقا ہوتا رہتا ہے۔ اگر جذبات کو سینہ میں مدفون کر کے رکھ دیا جائے تو گھٹ گھٹ کر ان پر مردنی چھا جاتی ہے' ارتقا رک جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شگفتگی اور تازگی سے محروم ہو جاتے ہیں اور اس طرح وہ آہستہ آہستہ تنزل کی طرف جانے لگتے ہیں۔ جذبات کے اظہار کا دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ باہمی تعلقات کو زیادہ مستحکم کرنے کا سبب بنتا ہے۔ جب ایک شخص اس کیفیت سے آگاہ ہو گا جو اس کے لیے اس کے بھائی کے دل پر طاری ہے' اور جب اسے یہ معلوم ہو گا کہ اس کا بھائی اپنے سینے میں اس کے لیے کتنے پیار و محبت اور اخوت کے جذبات رکھتا ہے' تو لامحالہ اس کے دل پر گہرا تاثر پیدا ہو گا۔ اپنے بھائی کے لیے جذبات میں الفت و محبت پیدا ہو گی۔ اگر دل کی کیفیت کا اظہار نہ ہو تو پھر دو بھائی باوجود اچھے جذبات رکھنے کے' کبھی بھی الفت و محبت کے زیادہ مستحکم تعلقات قائم نہ رکھ سکیں گے۔

پھر اگر ایک مسلمان سے اس کا بھائی محبت رکھتا ہے تو اس کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کے دلی جذبات سے آگاہ ہو۔ اس لیے بھی کہ وہ ان جذبات کے جواب میں اپنے سینے میں برابر کے جذبات پروان چڑھا سکے اور اس لیے بھی کہ وہ لاعلمی میں ایسا طرز عمل اختیار نہ کر جائے جو اس جذبۂ محبت کے تقاضوں سے متصادم ہو' یا اس کے مطابق نہ ہو جو اس کے بھائی کے سینے میں اس کے لیے موجود ہے۔

اس لیے دو مسلمان بھائیوں کی باہمی محبت کو پروان چڑھانے کے لیے' بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط بات نہ ہو گی کہ اکثر حالات میں فساد سے بچانے کے لیے' یہ ضروری ہے کہ محبت کو مخفی نہ رکھا جائے اور اپنے جذبات کو کھل کر ظاہر ہونے دیا جائے۔ فساد اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے بھائی سے محبت رکھتا ہے اور وہ اپنی محبت کو مختلف طریقوں سے ظاہر کرتا ہے لیکن اس کا بھائی باوجود اپنے دل میں محبت رکھنے کے ٹک ٹک دیدم' دم نہ کشیدم کا مصداق بنا رہے اور مہر بہ لب رہے تو لازماً وہ اس طرح اپنے اس بھائی کے دل میں بدگمانی' بددلی اور دوری پیدا کرنے کا باعث ہو گا جو اسے اپنی محبت کی خبر دے دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل میں پوشیدہ محبت' الفت اور پیار کے جذبات جب پھوٹ کر باہر نکلتے ہیں تو وہ بے شمار راہیں اختیار کرتے ہیں۔ انسان کی ایک ایک حرکت و سکنت اس کے بھائی پر اس کے جذبات کا اظہار کرتی ہے۔ یہ اظہار عمل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی۔ حسن سلوک' حاجت روائی' دل سوزی کے ساتھ احتساب اور اصلاح کی کوشش' دعوت طعام' خندہ پیشانی' مسکراہٹ' معانقہ' دُکھ درد میں شرکت اور اپنے ذاتی معاملات میں اعتماد کچھ ایسی چیزیں ہیں جو عمل سے ان جذبات کو ظاہر کرتی ہیں۔

حرکات و سکنات اور عمل کے ساتھ ساتھ جو دوسری بڑی قوت ہے' وہ زبان ہے۔ زبان سے نکلی ہوئی ایک دل آزار بات جس طرح تیر کی طرح دل پر اثر کرتی ہے اور اس کے زخم کا اندمال مشکل ہوتا ہے' اسی طرح زبان سے نکلی ہوئی اچھی بات دل پر ایسا اچھا گہرا اثر چھوڑتی ہے کہ دوسرے انسان کے لیے اس کا اندازہ بھی مشکل ہوتا ہے۔ اسی لیے زبان کے بارے میں اللہ کے رسولؐ نے سب سے زیادہ محتاط رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ جہاں یہ ایک طرف تعلقات کو فساد و اختلال کی انتہائی پستیوں تک پہنچانے کا سبب بن سکتی ہے' اگر ایک انسان اس سے صحیح قسم کا کام لے تو یہ باہمی تعلقات کو لطف و محبت کی بلند ترین منازل تک پہنچا سکتی ہے۔ اس کا اندازہ بہت کم لوگ کرتے ہیں کہ اکثر زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے چند مجموعے' جو دوسرے انسان تک محبت و الفت کے جذبات منتقل کر رہے ہیں' انسانی دل کو کتنا خوش کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ بڑے سے بڑا حسن سلوک بھی اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور کتنے لوگ ہیں جو ایک اچھی بات' ہمت افزا ایک جملہ' دل کو خوش کر دینے والی کوئی بات بول دینے میں بخل کر جاتے ہیں اور اس طرح نہ صرف یہ کہ وہ اپنے بھائی کے دل کو بے انتہا خوش کرنے کی سعادت سے محروم ہو جاتے ہیں--- جس کے بارے میں یہ ہے کہ جس نے مسلمان بھائی کے دل کو خوش کیا اس نے اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسولؐ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کے رسولؐ کو خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کر دیا تو اللہ اسے جنت میں داخل کر دے گا--- بلکہ اس کے برعکس بعض دفعہ محبت آمیز بات نہ کہہ کر اس کے دل کو تکلیف پہنچا دیتے ہیں اور بعض اوقات کسی جملہ کو بے پروائی اور بے نیازی سے بول دیتے ہیں' اس کے بارے میں آیا ہے کہ "جس نے کسی مسلمان کو ستایا اس نے اللہ کو ستایا"۔

زبان سے جذبات کے اظہار کے طریقوں میں اپنی محبت کا اظہار' سلام' دعا' نرم اور محبت آمیز جملے' غمگساری وغیرہ مختلف چیزیں آتی ہیں۔ زبان کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے آپؐ نے اپنے صحابہؓ کے سامنے حشر کے دن کا نقشہ اس طرح پیش کیا کہ جب آدمی کے ارد گرد آگ ہی آگ ہو گی اور یا پھر اس کے اعمال ہوں گے' اس وقت اللہ تعالیٰ براہ راست احتساب کرے گا۔ اور پھر ہدایت کی کہ اس آگ سے بچو' اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر کیوں نہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو' کم از کم بھلی بات ہی کہو۔

سارے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے اور سارے پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے اس سلسلہ میں کیا ہدایات دی ہیں' اور کیوں دی ہیں۔ اظہار محبت کے سلسلہ میں آپؐ نے فرمایا:

اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ (عن مقدام بن سعد' ابو داود' ترمذی)

جب کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اسے خبر کر دے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

ایک دفعہ آپؐ کے سامنے سے ایک شخص گزرا۔ اس وقت آپؐ کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ میں اس شخص کو اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے محبوب رکھتا ہوں۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمْتَهٗ قَالَ لَا قَالَ قُمْ اِلَیْهِ فَاَعْلِمْهُ فَقَامَ اِلَیْهِ فَاَعْلَمَهٗ فَقَالَ اَحَبَّكَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَهٗ (بیہقی، ترمذی، مشکوٰۃ)

نبی کریمؐ نے فرمایا: کیا تو اس کے علم میں لے آیا۔ اس نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: جاؤ اور اس کے علم میں لے آؤ کہ تم اس سے اللہ کے لیے محبت کرتے ہو۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا اور اس کو جا کر بتا دیا۔ اس نے کہا: کہ تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی رضا کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ ایک دفعہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ بن علیؓ کا بوسہ لیا۔ اس وقت آپؐ کے پاس اقرع بن حابسؓ بیٹھے تھے۔ انھوں نے آپؐ کو بوسہ دیتے دیکھ کر کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہؐ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحمت سے خالی ہوتا ہے اس پر رحمت نہیں کی جاتی۔

مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ (بخاری و مسلم)

ایک دوسری حدیث میں اس قسم کے الفاظ ہیں کہ "اگر اللہ نے تمھارے دل کو رحمت سے محروم کر دیا تو میں کیا کروں"۔ اظہار جذبات کا بہترین موقع ملاقات کے وقت ہوتا ہے۔ خود ملاقات کی ضرورت اور اہمیت تو آپ کو معلوم ہے۔ آیئے دیکھیں کہ اظہار جذبات کے لیے ملاقات کو کیسا ہونا چاہیے۔

۷۔ محبت اور خوش اخلاقی سے ملاقات کرنا

تعلقات کو پروان چڑھانے میں حسن سلوک کے بعد اگر کوئی چیز سب سے زیادہ مؤثر ہے تو وہ ملاقات ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان ملاقاتوں میں ایک طرف تو بدکلامی، طعن و طنز، تمسخر وغیرہ عیوب کے ذریعہ دل آزاری نہ ہو، اور دوسری طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح ملا جائے کہ ابتدائی ملاقات سے محبت کے جذبات ٹپکتے ہوں۔ اس سلسلہ میں ہم کو بے شمار ہدایات احادیث سے ملتی ہیں۔

ایک صورت یہ ہے کہ ملاقات میں درشتی و سختی یا بے نیازی و لاپروائی کے بجائے' جو دل کے لیے تکلیف دہ اور دلوں کو پھاڑنے والی ہوتی ہے' نرمی اور نرم خوئی ہو۔ نرم آدمی کے بارے میں رسول خدا نے فرمایا:

اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ (عن ابن مسعود' احمد و ترمذی' مشکوٰۃ)

میں تمہیں اس شخص کا پتا دیتا ہوں جس پر جہنم کی آگ حرام ہے اور وہ آگ پر حرام ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو نرم مزاج' نرم طبیعت اور نرم خو ہو۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آدمی خندہ پیشانی سے ملے اور دیکھ کر مسکرا دے۔ رسولؐ اللہ نے ان دونوں چیزوں کی نصیحت کی ہے۔

ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا:

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ (مسلم)

نیکیوں میں سے کسی کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔

اور ایک جگہ فرمایا کہ "اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے"۔

چاہیے کہ بے پروائی سے نہ ملے بلکہ توجہ سے ملے اور دوسرے پر اظہار کر دے کہ یہ ملاقات اس کے دل کی خوشی کا باعث ہو رہی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحابہؓ بھی کہتے ہیں کہ آپؐ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے ہوتے۔ اسی طرح آپؐ کے بارے میں ایک واقعہ بیہقی نے نقل کیا ہے کہ آپؐ مسجد میں ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ ایک آدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیا تو رسول اللہ نے اس کے لیے اپنے جسم کو حرکت دی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ جگہ میں کافی گنجائش ہے۔ نبی کریم نے فرمایا:

اِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا اِذَا رَآهُ اَخُوْهُ اَنْ يَّتَزَحْزَحَ لَهٗ (عن عمر بن الخطاب ترجمان السنہ ج ۲، ص ۲۰۷)

مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو اس کے لیے حرکت کر جائے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں "جب زیدؓ بن حارثہ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ سے ملاقات کے لیے آئے۔ باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ باندھے بغیر صرف چادر کو کھینچے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ خدا کی قسم، میں نے نہ اس سے پہلے، اور نہ اس کے بعد، آپ کو اس حالت میں دیکھا۔ آپ نے جوش محبت سے زیدؓ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا"۔ اسی طرح جب حضرت جعفر طیارؓ حبشہ سے واپس آئے تو رسول اللہ نے ان کو گلے لگا کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے کہا: ہجرت کرنے والے سوار کو مرحبا۔

۸۔ سلام

سلام کے ذریعہ اظہار جذبات کو ایک متعین صورت عطا کر کے اسے بھی ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق میں شامل کر دیا ہے۔ اس میں ایک طرف جذبات کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری طرف اپنے بھائی کے لیے دعا کے ذریعہ خیر خواہی بھی۔ جب نبی کریم نے مدینہ آکر پہلا خطبہ دیا تو چار باتوں کی ہدایت کی اور ان میں سے ایک یہ تھی:

وَاَفْشُوا السَّلَامَ

سلام کو (اپنے درمیان) پھیلاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی زیادہ اہمیت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (عن ابی ہریرہ' مشکوٰۃ)

تم ہرگز جنت میں داخل نہ ہو گے یہاں تک کہ مومن نہ ہو جاؤ۔ اور مومن اس وقت تک نہ ہو گے جب تک باہم محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز کا پتا نہ دوں جس کو اختیار کر کے تم باہم محبت کرنے لگو۔ تو وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام پھیلاؤ۔

اور ایک مرتبہ مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق بتاتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ (مشکوٰۃ)

اس پر سلام کرے جب بھی اسے ملے۔

اس سلسلے میں خاص طور پر سلام میں سبقت کرنے اور اولیت کا شرف حاصل کرنے کی حرص دلائی گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہوتا ہے"۔

نیز یہ بھی فرمایا:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاءَ بِالسَّلَامِ (عن ابی امامہ' احمد' ترمذی' ابوداود' مشکوٰۃ)

اللہ کی رحمت سے زیادہ قریب لوگوں میں وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

اور ظاہر ہے کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان آگے بڑھ کر اپنے بھائی کے لیے دعا کرے اور اس طرح اپنے جذبات کو ظاہر کرے۔ رسولؐ اللہ جہاں گزرتے وہاں سلام میں پہل کرتے خواہ وہ کوئی بھی ہو' مرد یا عورت یا بچے' بلکہ بچوں پر سلام کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آپؐ خاص طور پر پہل کرتے۔ سلام کی کثرت کی آپؐ نے اس طرح نصیحت کی:

إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ (عن ابی ہریرہ' ابو داود' مشکوٰۃ)

جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے۔ پھر اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت' دیوار' پتھر یا کوئی آڑ آجائے اور پھر ملے تو پھر سلام کرے۔

خاص طور پر آپؐ نے گھر والوں پر سلام کی نصیحت کی اور حضرت انسؓ سے کہا:

يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ تَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ (ترمذی' مشکوٰۃ)

اے بیٹے جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کر۔ یہ تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیے برکت کا باعث ہو گا۔

سلام کے ذریعے محبت میں اضافہ اس وقت ہو سکتا ہے جب یہ صحیح شعور کے ساتھ ہو' ایک بھائی دوسرے بھائی سے سلامتی کی دعا کر رہا ہو اور اس پر ظاہر کر رہا ہو کہ وہ محبت و خیر خواہی کے کتنے جذبات اپنے دل میں رکھتا ہے۔ ورنہ جیسا سلام آج کل رائج ہے یعنی بطور عادت دو لفظ منہ سے نکل جاتے ہیں' تو ظاہر ہے یہ محبت میں اضافہ کا سبب نہیں بن سکتا۔

۹۔ مصافحہ

سلام کے بعد دوسری چیز جو ملاقات کے وقت اپنے جذبات محبت کے اظہار کے لیے رسولؐ اللہ نے بتائی وہ مصافحہ ہے۔ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں مصافحہ کا رواج تھا۔ انھوں نے کہا: ہاں۔

(بخاری، مشکوٰۃ)

مصافحہ سلام کے تتمہ یا تکمیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی سلام کی پوری اسپرٹ اس سے مکمل ہوتی ہے۔ رسولؐ اللہ نے خود اس چیز کو واضح کیا:

تَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ (عن ابی امامہ' احمد و ترمذی' مشکوٰۃ)

تمہارے باہمی سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے۔

مصافحہ کے بارے میں رسولؐ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ مصافحہ کیا کرو اس لیے کہ اس سے بغض دور ہوتا ہے۔

اور مصافحہ کے اجر کے سلسلے میں جو خوشخبری رسولؐ اللہ نے دی ہے وہ یہ ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافِحَانِ اِلَّا غُفِرَ قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقَا فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى فَتَصَافَحَا وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ اللّٰهَ غُفِرَلَهُمَا۔ (عن ابن عازب' احمد' ترمذی' ابن ماجہ' ابوداود' مشکوٰۃ)

جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان کے جدا ہونے سے پیشتر ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ مصافحہ کریں' خدا کی حمد کریں اور اس سے مغفرت چاہیں تو ان کو بخش دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ اچھے نام سے یاد کرنا

www.kitabosunnat.com

جو شخص بھی انسانی نفسیات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ اس کو بہتر سے بہتر انداز میں پکارا جائے اور جتنے محبت بھرے لہجے اور یگانگت کے انداز میں وہ مخاطب کیا جائے گا' اتنا ہی اس کا دل پکارنے والے کی محبت اور خلوص سے متاثر ہوگا۔ اس معاملہ میں کبھی بخل نہ کرنا چاہیے بلکہ اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ آدمی اپنے بھائی کو ایسے انداز میں پکارے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اس کی محبت کے جذبات چھلکتے ہوں۔ سید احمد شہیدؒ کی تحریک میں ہر شخص اپنے برابر والوں اور بڑوں کو اس کے نام کے ساتھ بھائی لگا کر پکارتا تھا اور چھوٹوں کا صرف نام لیا جاتا تھا۔ یہ معاملہ اس طرح پکارنے کا ہے جس سے محبت چھلکتی ہو اور جس سے دوسرے کا دل خوش ہو۔ اس کی تو ایک پرخلوص اور محبت آمیز تعلق میں گنجائش ہی نہیں کہ بھائی اپنے بھائی کو اس طرح پکارے جو اس کو ناگوار ہو۔ خوش کلامی کی تمام احادیث اس معاملے پر منطبق ہوتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کتنی صحیح بات کہی جب آپ نے یہ بتاتے ہوئے کہ دوستی کن چیزوں سے مضبوط ہوتی ہے' فرمایا:

"دوست کو اچھے نام سے بلایئے"۔ (کیمیائے سعادت)

۱۱۔ شخصی اور ذاتی امور میں دلچسپی

پرخلوص محبت کا یہ ایک حق ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے شخصی اور ذاتی معاملات میں اتنی ہی دلچسپی لے جتنی وہ اپنے شخصی اور ذاتی معاملات میں لیتا ہے۔ جب ملے تو اس کے ذاتی حالات پوچھے اور ان میں پوری پوری دلچسپی کا اظہار کرے۔ اس طرح ایک طرف تو ایک بھائی کو دوسرے بھائی کی خیر خواہی کا یقین ہو گا' دوسرے ایک بھائی کے جذبات دوسرے پر ظاہر ہوں گے۔ یہ چیز تعلق کے استحکام کا سبب بنے گی۔

نبی کریمؐ نے اپنے ساتھیوں کو آپس میں شخصی و ذاتی طور پر تفصیلی تعارف کی ہدایت کرتے ہوئے اس مصلحت پر بھی روشنی ڈالی۔ آپؐ نے فرمایا:

إِذَا آخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنْ اِسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَعَنْ مِمَّنْ هُوَ فَاِنَّهٗ اَوْصَلُ لِلْمُوَدَّةِ (عن یزید بن لغابہ' ترمذی' مشکوٰۃ)

جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے بھائی چارہ کرے تو اس سے اس کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام پوچھ لے اس لیے کہ اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باہمی محبت کی جڑیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں۔

ذاتی نام وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو آدمی کے شخصی معاملات کا ہی ایک جزو ہیں۔ اس طرح یہ حدیث ان اصولوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کو میں نے پیش کیا۔ یہ الفاظ کہ اس سے محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں' اصل حکمت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

۱۲۔ ہدیہ

اپنے بھائی پر اپنی محبت اور خلوص کے اظہار کے لیے ہدیہ دینا تعلق کے استحکام کے لیے نہایت مؤثر چیز ہے۔ اچھی بات کہنا' اچھے نام سے پکارنا' اپنی محبت کو ظاہر کرنا' یہ سب زبان کے ہدیے ہیں جن کے ذریعے ایک بھائی اپنے بھائی پر محبت ظاہر کر کے اس کو اپنے سے قریب لاتا ہے۔ ٹھیک جس طرح زبان کے ہدیے دل کو خوش کرتے ہیں اور دلوں کو جوڑنے میں اور اپنی طرف کھینچنے میں مدد دیتے ہیں' اسی طرح مادی ہدیے بھی ایک دل کو دوسرے دل سے مربوط کرتے ہیں اور اس طرح باہم محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی کریمؐ نے جہاں ہدیے دینے کی ترغیب دی ہے وہاں اس کا یہ فائدہ بھی بتایا ہے کہ یہ دلوں کی کدورتوں کو دھو دیتا ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:

تَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ كُمْ (اَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ) (مشکوٰۃ)

ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو تو باہمی محبت پیدا ہو گی اور دلوں سے دشمنی اور بُعد دور ہو جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ساتھیوں کو کثرت سے ہدیے دیتے اور آپؐ کے اصحاب آپؐ کی خدمت میں اور باہم ایک دوسرے کو بھی ہدیے پیش کرتے۔ اس سلسلہ میں جو باتیں ہم کو پیش نظر رکھنی چاہییں' اور جو ہم کو آپؐ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسوہ سے معلوم ہوتی ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ ہدیہ ہمیشہ حسب استطاعت دینا چاہیے اور اس بنیاد پر دینے سے رک نہ جانا چاہیے کہ وہ قیمتی یا باحیثیت چیز نہیں دے سکتا۔ جو چیز دلوں کو جوڑتی ہے وہ ہدیہ کی قیمت و حیثیت نہیں ہوتی، بلکہ دینے والے کا خلوص اور اس کی محبت ہوتی ہے۔

۲۔ ہدیہ چاہے کچھ بھی ہو، ہمیشہ شکر و امتنان کے جذبات کے ساتھ قبول کرنا چاہیے۔

۳۔ ہدیہ کے بدلے ہمیشہ ہدیہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ مساوی حیثیت کے ہدیات ہوں بلکہ ہر فریق اپنی حیثیت کے مطابق دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اصول تھا کہ آپؐ ہمیشہ ہدیہ کے بدل کی کوشش کرتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے لینے سے انکار کر دیا تو آپؐ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

۴۔ ہدیہ میں سب سے پسندیدہ چیز آپؐ کے لیے خوشبو تھی۔ آج کے حالات میں اسی صف میں کتاب کو بھی رکھا جا سکتا ہے۔

۱۳۔ شکرگزاری

جذبات محبت کے اظہار اور دوسرے کی محبت کے احساس کو ظاہر کرنے کا یہ ایک بڑا اچھا طریقہ ہے۔ جب ایک بھائی یہ محسوس کرے کہ اس بھائی کو اس کے محبت کے جذبات اور محبت کے تحت کیے ہوئے کاموں کا پورا احساس ہے اور ان کی قدر و قیمت کو محسوس کرتا ہے تو اس کے دلی تعلق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر محبت کرنے والے آدمی کو یہ احساس ہو کہ اس کے خلوص و محبت کی کوئی قدر نہیں تو اس کا دل بجھنے لگتا ہے۔ اس لیے جب بھی ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی کوئی مدد کرے یا اس کے ساتھ حسن سلوک کرے، یا اس سے کوئی اچھی بات کہے یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کو کوئی ہدیہ دے تو اس مسلمان بھائی کا فرض ہے کہ وہ اس پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کرے اور اس طرح اس کو یہ بتا دے کہ وہ خلوص و محبت کی ہر ادا کی قدر و قیمت اپنے دل میں خوب محسوس کر رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی آپؐ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کرتا تو آپؐ اس کا شکریہ ادا کرتے اور آپؐ اس کو قبول کر لیتے اور جب کوئی آپؐ کا کام کر دیتا تو اس پر اپنے امتنان کا اظہار کرتے۔ (شمائل ترمذی)

۱۴۔ ساتھ مل کر کھانا

کھانے میں ایک دوسرے کے ساتھ شرکت اور ایک دوسرے کو اپنے گھر کھانا کھانے کی دعوت دینا بھی خلوص اور محبت کے جذبات کے اظہار کا ایک عملی طریقہ ہے۔ ایسے مواقع پر نہ صرف بے تکلفی سے گفتگو کے مواقع ملتے ہیں بلکہ جب ایک مسلمان بھائی اپنے بھائی کو اپنے گھر پر کھانا کھانے کی دعوت دیتا ہے تو جس شخص کو مدعو کیا جاتا ہے اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ میرا بھائی میرے لیے اپنے دل میں جذبات رکھتا ہے اور یہ تعلق جہاں بھی پیدا ہو جائے، تعلق کے مزید استحکام کا ضامن ہے۔ صحابہ کرامؓ آپس میں بھی اکثر مدعو کرتے رہتے تھے اور نبی کریمؐ کو بھی اکثر مدعو کرتے رہتے تھے۔ خود نبی کریمؐ کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہوتی یا کہیں سے آتی، تو پوری مجلس میں اس کو شامل کر لیتے۔ دعوت اور باہم ساتھ مل کر کھانے میں بھی وہ چیزیں سامنے رکھنا ضروری ہیں جو ہدیے کے ضمن میں آ چکی ہیں۔ پہلے یہ کہ دعوت پر تکلف کھانوں کو ہی نہیں کہتے بلکہ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کھلائے خواہ وہ روزانہ کا کھانا ہو، لیکن اس سلسلے میں کچھ تخصیص اگر برتی جا سکے تو دل پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ جس شخص کو دعوت دی جائے اس کا فرض ہے اس کو قبول کر لے اور شکر و امتنان اور خوشی کے اظہار کے ساتھ قبول کر لے۔ آخری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات یہ کہ ہدیہ کی طرح دعوت کے بدل کی بھی کوشش ہونی چاہیے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی سامنے رکھنی چاہیے کہ شروع میں مسلمانوں کے دلوں میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے گھروں میں کھانا کھانے میں جھجک اور رکاوٹ پائی جاتی تھی۔ اس سلسلے میں سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے آیات نازل کر کے اس جھجک کو دور کر دیا اور بے تکلفی پیدا کی۔

۱۵۔ دعا

دعا ایک ایسی چیز ہے جو ایک طرف تو بہت سے حقوق کو ایک مخصوص پہلو سے اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے جن پر ہم گفتگو کر آئے ہیں اور دوسری طرف ایک نئے پہلو سے الفت و محبت کا سبب بنتی ہے۔ دعا میں ایک مسلمان اپنے بھائی کے لیے اپنے رب سے اس کی رحمت و مغفرت طلب کرتا ہے' اس کی بھلائی کا خواستگار ہوتا ہے اور اس کے اصلاح احوال کی درخواست کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر مسلمان اس پر یقین رکھتا ہے کہ معاملات کی اصل کنجی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جب وہ اپنے بھائی کو دیکھتا ہے کہ وہ اس کے لیے اپنے رب کے آگے دست سوال دراز کر رہا ہے تو وہ بے انتہا متاثر ہوتا ہے۔

دعا غائبانہ بھی ہوتی ہے اور رُو در رُو بھی۔ دعا کی ایک صورت وہ سلام ہے جس کی مکمل صورت میں انسان اپنے بھائی کے لیے سلامتی و رحمت اور برکت کا طالب ہوتا ہے۔ پھر ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا یہ بھی حق ہے کہ اگر وہ چھینکے اور الحمدللہ کہے تو اس کے لیے رحمت کی دعا کی جائے (يَرْحَمُكَ اللّٰهُ)۔ پھر اپنے مسلمان بھائی کا جنازہ بھی ایک حق ہے اور یہ بھی دعا کی ایک صورت ہے۔ عیادت کا جو مسنون طریقہ ہے اس میں بھی دعا ہے۔

دعا اگر رُو در رُو ہو یا جس کے لیے دعا کی جائے اس کے علم میں ہو تو اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلا نتیجہ تو یہ مرتب ہوتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کی دلی خیرخواہی اور محبت کا قائل ہو جاتا ہے۔ دونوں کے نزدیک اصل مقصد بہرحال اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ میرا بھائی میرے لیے نہ صرف عملی طور پر بھلائی کی کوشش کرتا ہے بلکہ میری حاجتوں کو اسی طرح اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے جس طرح اپنی حاجتیں' میرے دکھ' درد پر اسی طرح تڑپ کر اپنے مالک کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے جس طرح اپنے دکھ درد پر' میری خامیوں اور گناہوں پر اسی طرح مغفرت کا طالب ہوتا ہے جس طرح اپنے گناہوں پر' اور میرے لیے اس کی رضا اور رحمت کا اسی طرح طلب گار ہے جس طرح اپنے لیے' اور پھر جب وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ میرا بھائی میرا اتنا خیال رکھتا ہے کہ اچھے موقعوں پر تنہائیوں میں' جب وہ اور صرف اس کا رب ہوتے ہیں' میں اسے یاد رہتا ہوں تو پھر اس کے دل میں اپنے لیے دعا کرنے والے بھائی کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح اس دعا سے وہ پورے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اظہار جذبات میں ہوتے ہیں۔

دوسری طرف دعا کرنے والا جب کوشش کر کے دوسروں کو دعا میں شریک رکھتا ہے تو اس کے قلبی تعلق میں اضافہ ہوتا ہے اور ساتھ ہی تعلقات میں پاکیزگی آتی ہے۔

مغفرت و رحمت اور حاجت روائی اور مشکلات کو دور کرنے کی دعاؤں کے ساتھ اپنے بھائی کے لیے راہ حق پر استقامت کی دعا اور باہمی الفت کی بھی تلقین کی گئی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا

اسی طرح دلوں میں ناگواری' غبار یا کدورت کے دور ہونے کی دعا کی تلقین کی گئی ہے۔ اس لیے کہ دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کدورت' کینہ یا شکایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی بیماری ہے جس کے لیے گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے۔

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلاًّ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ حشر ۵۹:۱۰)

اے رب ہمارے، ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ نہ رہنے دے۔

اگر اپنے بھائی کا نام لے کر، یا اس کا خیال کر کے دعا کی جائے تو اس سے مزید تعلق پیدا ہوتا ہے۔ خود اپنے طور پر اپنے بھائی کے لیے رحمت کی دعا کرنا، اللہ تعالیٰ سے اس کی الفت و محبت کا سوال کرنا اور تعلقات کو خرابی سے بچانے کے لیے گڑگڑانا تو ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے، لیکن ایک دوسرے سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرنا اور دعاؤں میں شریک رکھنے کی تمنا کا اظہار بھی تعلقات کے لیے مفید ہوتا ہے۔

مثلاً نبی کریمؐ نے یہ فرمایا کہ "جب اپنے بیمار بھائی کے پاس عیادت کے لیے جاؤ تو اس سے بھی اپنے لیے دعا کراؤ اس لیے کہ اس کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے"۔

اسی طرح جب حضرت عمرؓ حج کو جا رہے تھے تو آپ نے چند الفاظ کہے جن کے بارے میں ان کا کہنا یہ ہے کہ "یہ مجھے اپنی پوری زندگی میں سب سے زیادہ عزیز ہیں" اور وہ الفاظ یہ ہیں:

اے ہمارے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔

۱۶۔ بہتر طریقہ سے جواب دینا

ایک مسلمان کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی محبت و خلوص کا جواب اس سے زیادہ اور بہتر خلوص و محبت سے دے۔ اس لیے بھی کہ کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلق یک طرفہ محبت سے پروان نہیں چڑھ سکتا۔ اس لیے بھی کہ اس طرح دوسرے بھائی کا دل مطمئن رہتا ہے کہ اس کی محبت نہ تو ضائع کی جا رہی ہے اور نہ اس کی ناقدری ہو رہی ہے۔ سلام کا جواب بہتر سلام سے دینے' ہدیہ کا جواب ہدیہ سے دینے اور ایک اچھی بات کے جواب میں ایک اچھی بات کہنے کی ہدایات اسی اصول پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی سامنے رہنی چاہیے:

دو محبت کرنے والوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے بھائی کے لیے زیادہ محبت کرے۔

اگر اپنے بھائی کی محبت کے جواب میں بہتر جواب ممکن نہ ہو تو کم از کم برابر کا ہی جواب ہونا چاہیے اور ساتھ ہی اپنی کوتاہی کا اعتراف بھی دل کو متاثر کرتا ہے۔

۱۷۔ صلح کرنا اور شکایت دور کرنا

تعلقات کی بنیاد کو ذہن میں رکھنے اور ان تمام تدابیر کو اختیار کرنے میں جو ایک طرف تعلقات کو خراب ہونے سے بچاتی ہیں اور دوسری طرف ان میں لطف و محبت اور الفت کے جذبات پیدا کرتی ہیں' بہت سی کوتاہیاں اور خامیاں سرزد ہوتی ہیں۔ کسی انسان کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ اس سے کبھی بھی کسی غلطی کا صدور نہ ہو۔ پھر تعلقات چونکہ اسلامی انقلاب کے لیے ضروری ہیں اس وجہ سے شیطان بھی اس مورچہ پر بڑا سرگرم رہتا ہے اور مستقل ان تعلقات کو خراب کرنے اور ان میں فساد پیدا کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

تعلقات کے بارے میں جو باتیں کہی گئی ہیں ان کو اگر سامنے رکھا جائے اور اس اصول پر ہمیشہ اپنے آپ کو پرکھا جائے کہ اپنے بھائی کو اپنی جانب سے کوئی جسمانی ایذا یا دل آزاری نہ ہونے دو' خواہ یہ دل آزاری زبان سے ہو یا عمل سے' ہر وہ تدبیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے کی کوشش کرو جس سے تم اپنے بھائی کی مدد کر سکو' دینی مدد ہو یا دنیاوی' اور اپنے خلوص و محبت کو پوری طرح ظاہر کرو اور دوسرے کے خلوص و محبت کے جواب میں اس سے زیادہ خلوص و محبت یا اتنے ہی خلوص کو پوری طرح ظاہر کرو کہ تم اس کی قدروقیمت کو اچھی طرح محسوس کرتے ہو تو اس اصول پر عمل کے بعد شیطان کو مشکل ہی سے دراندازی کرنے کا موقعہ ملے گا۔

پھر بھی اگر تعلقات میں خرابی پیدا ہوتی نظر آئے تو چند چیزیں ہر مسلمان بھائی کو اپنے سامنے رکھنی چاہییں۔ اگر کوئی خرابی پیدا ہو گی بھی تو ان پر عمل سے وہ بآسانی دور کی جا سکتی ہے۔ تعلقات کی خرابی کی بنیاد عام طور پر وہ شکایات بنتی ہیں جو ایک مسلمان بھائی کے دل میں دوسرے بھائی کی طرف سے پیدا ہوتی ہیں۔ شکایتیں پیدا ہونے کی بنیادیں بہت سی ہو سکتی ہیں اور اس حصہ میں جن چیزوں پر گفتگو کی گئی ہے وہ انھی بنیادوں کو ختم کرتی ہیں۔ ہر ایک شکایت میں جو چیز مشترک ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کے دل کو اپنے بھائی کے کسی قول یا فعل سے تکلیف پہنچتی ہے تو شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر بات بڑی ہو تو یہ شکایت خود خرابی تعلقات کے لیے کافی ہوتی ہے' اور اگر چھوٹی ہو تو کئی چھوٹی چھوٹی باتیں مل کر ایک شدید احساس پیدا کر دیتی ہیں۔ اس سلسلے میں وہی باتیں پیش نظر رکھنی چاہییں جو بدگمانی کے ضمن میں کہی گئی ہیں:

ایک یہ کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو شکایت کا موقع فراہم نہ ہونے دے۔ اسے اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ اس سے دوسرے کے دل کو کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

دوسرے یہ کہ ہر مسلمان کو اپنے بھائی کے ساتھ وسیع القلبی سے پیش آنا چاہیے۔ حضور اکرمؐ کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور حتی الوسع اس بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کوشش کرنی چاہیے کہ کوئی شکایت پیدا نہ ہو۔ اگر پیدا ہو تو اسے فوراً دل سے محو کر دیا جائے۔

تیسرے یہ کہ ان دونوں باتوں کے باوجود اگر شکایت پیدا ہو جائے تو پھر اس بات کو کبھی دل میں نہ رکھنا چاہیے۔ اگر بھلانے میں کامیاب نہ ہو تو خواہ چھوٹی بات ہو یا بڑی' فوراً اس کو اپنے بھائی پر ظاہر کر دے۔ اپنے بھائی کی طرف سے دل میں ذرا سا بھی میل رکھنا اور اس کے لیے دل کے غبار کے ساتھ اس سے ملنا بدترین کردار ہے۔ اس میں کوئی تاخیر نہیں ہونی چاہیے بلکہ دل کی صفائی کی' اصلاح کی فوراً کوشش کرنی چاہیے۔

چوتھے یہ کہ جس کو شکایت بتائی جائے' وہ اس پر ناراض نہ ہو اور ناک بھوں نہ چڑھائے بلکہ اپنے بھائی کا شکرگزار ہو' جس نے خیانت کا ارتکاب کرنے کے بجائے اس پر ظاہر کر دیا' پیٹھ پیچھے نہ کہا اور پھر یہ کہ تعلق کو اتنا قیمتی سمجھا کہ ذرا بات بھی ہوئی تو فوراً اصلاح کی کوشش کی اور یہ کہ اسے اصلاح کا موقع دیا۔

پانچویں یہ کہ جب اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کے بھائی کے دل میں کوئی شکایت ہے تو فوراً اصلاح کی کوشش کرے۔ جتنی مدت گزرتی ہے اتنی ہی خرابی جڑ پکڑتی جاتی ہے اور جتنی جلدی تازہ تازہ فتنہ کو کچل دیا جائے اتنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ پھر اگر واقعی اس سے غلطی ہوئی ہے تو اس غلطی کا کھلے دل سے اعتراف کرے اور اس پر اپنی ندامت کا اظہار کرے۔ اگر اس غلطی کے لیے کوئی عذر ہو تو وہ پیش کرے' اور اگر غلطی نہ ہوئی ہو بلکہ کوئی غلط فہمی ہو یا اس کے کوئی معقول عذر ہوں تو غلط فہمی کو صاف کر دینے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے یہ الفاظ ایک مسلمان کے اس فریضہ پر مؤثر ترین انداز میں روشنی ڈالتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گزارتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے شکایت ہے' تو وہیں قربان گاہ کے آگے ہی اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر اپنے بھائی سے ملاپ کر' تب اپنی نذر گزران۔

یہ بڑی پتہ کی بات کہی گئی ہے۔ تمھارا بھائی تم سے ناراض ہو تو تمھارا ایک بہتر انسان بننا اور تمھارے تعلقات کا تمھارے بھائی سے خوشگوار بنیاد پر قائم ہونا مشکل ہے۔ ہم اللہ کو جب ہی خوش کر سکتے ہیں جب عبادت کا اصل مقصد پورا ہو۔ اس لیے نذر پیش کرنے سے پہلے اپنے بھائی کی شکایت دور کر کے اصلاح حال کی کوشش کرنا چاہیے اور اس کام میں دیر نہ کرنا چاہیے۔

اور چھٹی بات یہ کہ جب ایک مسلمان بھائی اپنی غلطی کا اعتراف کرے تو اس کو معاف کر دینا اس کا حق ہے جس سے دست کش نہ ہونا چاہیے۔ اگر وہ معذرت پیش کرے تو اس کو معذور سمجھنا اور اس کا عذر قبول کر لینا بھی اس کا حق ہے۔ اگر وہ غلط فہمی کی صفائی میں کوئی بات پیش کرے تو اس کی بات پر یقین کر لینا بھی اس کا حق ہے۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سامنے رکھنا چاہیے:

جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا یا اس کے عذر کو قبول نہ کیا' اس پر اتنا گناہ ہو گا جتنا ایک ناجائز محصول لینے والے پر اس کے اس ظلم کا ہوتا ہے۔

ان ہدایات پر عمل اس وقت ممکن ہے جب انسان اپنے تعلقات کی قدر و قیمت کو اچھی طرح محسوس کرتا ہو اور اس کے دل میں اپنے بھائی اور اپنے بھائی کے جذبات محبت کی قدر ہو اور ساتھ ہی اسے اچھی طرح یہ احساس ہو کہ تعلقات کی خرابی کتنا بڑا گناہ ہے۔ پہلی چیز کو حصہ اول کی گفتگو اور اسی حصہ کے دوسرے جزو کی گفتگو کے بعد اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ نبی کریمؐ نے ان تعلقات کی خرابی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہمیت کو اس طرح واضح کیا ہے کہ یہ ایک مونڈ دینے والا استرا ہے جو پورے کے پورے دین کا صفایا کر دیتا ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہو کہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ وہ لازماً اپنے دین کو ہر قیمت پر محفوظ رکھے گا اور جو اپنے دین کو محفوظ رکھنا چاہے گا وہ اپنے حسب استطاعت ان تعلقات کو کبھی خراب نہ ہونے دے گا۔ ایک دوسرے سے ناراض رہنے اور انقطاع تعلق کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تنبیہات کی ہیں وہ بڑی مؤثر اور بڑی سخت ہیں۔ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ:

لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَاءُ بِالسَّلَامِ (عن ابی ایوب انصاری' بخاری و مسلم' مشکوٰۃ)

کسی مسلمان کے لیے یہ بات حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ ناراض ہو کر چھوڑ دے۔ دونوں میں ایک تو اپنا منہ ادھر کرے اور دوسرا ادھر پھیرے۔ ان دونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو سلام سے ابتدا کرے (یعنی خفگی دور کر کے مصالحت کی ابتدا کرے)۔

اس سے مصالحت میں پہل کرنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ کے ہاں ایسے دو مسلمان بندوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا (عن ابی ہریرہ' مسلم' مشکوٰۃ)

لوگوں کے اعمال ہفتہ میں دو دن پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور ہر بندہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومن کو بخش دیا جاتا ہے سوائے اس کے کہ جس کی اپنے مسلمان بھائی سے کوئی عداوت ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو کچھ دن کے لیے چھوڑ دو تاکہ یہ آپس میں صلح کریں۔

جو شخص تین دن تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھے' اس کے بارے میں آپ ؐ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ (عن ابی ہریرہ' احمد و ابوداود' مشکوٰۃ)

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لیے چھوڑ دے۔ جو شخص تین دن سے زیادہ الگ رہا اور اس عرصہ میں مر گیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

اور یہ بھی فرمایا:

وَمَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ (عن ابی ہریرہ' ابی داود' مشکوٰۃ)

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو ایک سال کے لیے ترک کردے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے اس کا خون بہایا (یعنی اتنا گناہ ہو گا)۔

اس سلسلے میں ایک صورت حال یہ ہو سکتی ہے کہ ایک فریق نے اصلاح حال کی ہر کوشش کر کے ترک تعلق کیا ہو' یا یہ کہ جھگڑے میں وہ حق پر ہو۔ اس صورت میں عقلاً اور شرعاً اس پر کوئی گناہ عاید نہیں ہوتا۔ لیکن اس صورت میں بھی اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ وسیع القلبی سے کام لیتے ہوئے اپنے بھائی کو معاف کر دیا جائے اور حق پر ہوتے ہوئے بھی نزاع ترک کر دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں ترک نزاع کی ترغیب اس طرح دیتے ہیں:

مَنْ تَرَكَ الْمَرْءَ وَهُوَ عَلٰى حَقٍّ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَّنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خُلُقَهٗ بُنِيَ لَهٗ فِيْ اَعْلَاهَا (عن انس' ترمذی' مشکوٰۃ)

جس نے نزاع اور جھگڑا ترک کر دیا اس کے لیے جنت کے وسط میں ایک محل بنایا جاتا ہے اور جس نے اپنا اخلاق بہتر بنایا اس کے لیے جنت کی بلندیوں پر محل بنایا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ حسن اخلاق کی انتہائی اعلیٰ منزل عفو ہے جس کے بدلے انسان جنت کی اعلیٰ ترین بلندی پر جگہ کا مستحق قرار پائے گا۔

صلح کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان بھائی اور مسلمان معاشرہ کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ دو بھائیوں کے درمیان تعلقات پر نگاہ رکھے اور جہاں خرابی محسوس ہو اس کی اصلاح کر دے اس لیے کہ اس اصلاح پر ہی تعلقات کا انحصار ہے اور یہ تعلقات ہی معاشرہ کی زندگی اور روح ہیں۔ قرآن نے اس اصلاح کا حکم یوں دیا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات ۴۹:۱۰)

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔

اور زیادتی کرنے والے فریق سے لڑائی تک کی بھی ہدایت کی ہے۔

رسولؐ اللہ نے ایک دفعہ صحابہؓ سے پوچھا: میں تمہیں وہ عمل بتاؤں جس کا ثواب درجہ میں روزہ' صدقہ' نماز کے ثواب سے زیادہ ہے؟ صحابہؓ نے کہا: ہاں یارسولؐ اللہ! ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا:

اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفِسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ (عن ابی الدرداء' ابو داود' ترمذی)

لوگوں کے درمیان (تعلقات کی) اصلاح کرنا۔ اور لوگوں کے درمیان تعلقات میں خرابی ڈالنا دین کو مونڈ ڈالنا ہے۔

اور حالانکہ جھوٹ کے بارے میں اسلام کی روش بڑی سخت ہے' اس سلسلے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید یہ فرمایا:

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِیْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِیْ خَيْرًا (عن ام کلثوم' بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور بھلی بات کہے یا بھلی بات پہنچائے۔

یعنی ایک طرف سے دوسری طرف ایسے اچھے جذبات منتقل کرے جو فی الحقیقت ظاہر نہ کیے گئے ہوں اور جن کا اس طرح منتقل کرنا اصلاح کا سبب بن سکتا ہو۔ اس میں بہتر یہ ہے کہ بات اس انداز میں کی جائے کہ الفاظ میں جھوٹ نہ ہو اور ایک شخص دوسرے کی محبت اور خیر خواہی کا قائل ہو جائے۔

ان ہدایات کی روشنی میں اگر مسلمان خود بھی شکایت کا موقع نہ دیں اور اصلاح کی کوشش کرتے رہیں' اور معاشرہ بھی چوکس رہے' تو شیطان کو دراندازی کا موقع مشکل ہی سے مل سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری بات

اخوت، الفت، ولایت اور پیار محبت کے تعلقات ایمان کی ایک شرط اور اس کا لازمی تقاضا ہیں۔ جتنا مقصد عزیز ہو گا اتنا ایک بھائی کے لیے اپنے بھائی سے اخوت کا تعلق عزیز ہو گا۔ جب ایک کا دکھ درد، دوسرے کا دکھ درد اور ایک کی تکلیف دوسرے کی تکلیف، ایک کی پریشانی دوسرے کی پریشانی، اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی بن جائے تو تعلقات ایک پہلو سے اپنے معیار کو پہنچ جاتے ہیں۔ جب اس کے ساتھ رحمت بھی پیدا ہو جائے اور دینی خیرخواہی بھی، تو پھر تعلقات ہر لحاظ سے معیاری ہو جاتے ہیں۔ ایسے تعلقات ہی ایک جماعت اور تحریک کو وہ زندگی اور حرارت بخشتے ہیں جو اس کی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔ یہ نعمت عظمیٰ جہاں ان تمام شرائط و تدابیر کو ملحوظ رکھنے سے نصیب ہوتی ہے جو خدا اور خدا کے رسولؐ نے بتائی ہیں، وہاں اس کے لیے توفیق الٰہی بھی ضروری ہے، اس لیے کہ یہ خاص عطیہ ربانی ہے۔ پس تدابیر کے ساتھ اپنے رب سے گڑگڑا کر التجا کرنی چاہیے کہ وہ ان تعلقات کو خرابی سے محفوظ رکھے اور ان میں الفت و محبت پیدا کرے۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ (انفال ۸: ۶۳)

اور ان کے درمیان الفت پیدا کر دی۔ اور اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے، مگر خدا ہی نے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (الحشر ۵۹:۱۰)

اے ہمارے رب، ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، گناہ معاف فرما اور ہمارے دل میں مومنوں کی طرف سے کینہ اور حسد نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب، تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزمرہ زندگی میں

رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی دوسروں تک پہنچائیں

خرم مراد کے ۲۱ دروسِ حدیث

تزکیے کے لئے بہترین' تاثیر میں تیر بہ ہدف

شرک پاک اللہ کی بندگی | نماز کیسے بہتر بنائیں | دل کی زندگی

غلطیوں کو معاف کرنا | توبہ کا دروازہ کھلا ہے | فی کتابچہ ۶ روپے

فی کتابچہ ۱۵/۴ روپے

حُبِّ دنیا | اللہ کی قدرت و عظمت | حسد اور بغض

رزقِ حلال | قرآن کے عجائب | نیت اور عمل

شکر اور صبر | نیکی اور بدی | دنیا کی زندگی کی حقیقت

امانت داری | وعدے کی پابندی | حقیقتِ زہد

کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا | حج اور قربانی | دین آسان ہے

عدل وانصاف کا قیام ۳ روپے

مکمل سیٹ ۱۰۰ روپے

منشورات

منصورہ' ملتان روڈ' لاہور - 54790 فون: 042-543 4909' فیکس: 042-543 2194

manshurat@hotmail.com

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اسلامی قیادت

صفحات : 96 قیمت : 21 روپے

قرآن کی روشنی میں سیرت پاکؐ کا ایک منفرد مطالعہ

تحریک اسلامی : اہداف، مسائل، حل

صفحات : 336 قیمت : 100 روپے

ترجمان القرآن کے اشارات میں خرم مراد کی تحریک اسلامی کے مختلف گزرتے مراحل پر بصیرت افروز رہنمائی

لمحات

۵۶۰ صفحات کی کتاب 'مجلد : ۱۹۰ روپے' اور پیپر بیک : ۱۴۰ روپے صرف

خرم مراد کی زندگی کی کہانی 'خود ان کی اپنی زبانی

خرم مراد : حیات و خدمات

صفحات 494 قیمت مجلد :-/200 روپے ، پیپر بیک :-/100 روپے

خرم مرادؒ کے بارے میں رفقاء، احباب اور اعزہ کی تحریروں کا گلدستہ، دیکھنے والوں کی گواہی

سچی بات

صفحات 85 قیمت :12 روپے

خرم مراد کے ، بھارت کی قید سے نوجوان بیٹے کے نام
ایمان کے تقاضوں سے آگاہ کرنے کے لیے سلسلہ وار خطوط

خرم مراد کے دیگر کتب و کتابچوں کے لیے رابطہ کریں

منشورات 'منصورہ' لاہور - فون : 5425356, 5434909 فیکس : 5432194